ماہنامہ
جہد حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Registered No. CPL-13

جلد نمبر 32... شمارہ نمبر 02... فروری 2024



جمہوریت کے تسلسل میں ہی جمہور کے حقوق کا تحفظ پنہاں ہے

انسانی حقوق کے عالمی دن

جنوری

27 جنوری ہولوکاسٹ کے متاثرین کی یاد میں دعائیہ تقریب کا عالمی دن

فروری

4 فروری کینسر کا عالمی دن
6 فروری خواتین کے تولیدی اعضاء کو کاٹنے کی ممانعت کا عالمی دن
13 فروری ریڈیو کا عالمی دن (یونیسکو)
20 فروری سماجی انصاف کا عالمی دن
21 فروری مادری زبان کا عالمی دن (یونیسکو)

مارچ

یکم مارچ امتیاز کے خاتمے کا دن (یو این ایڈز)
3 مارچ جنگلی حیات کا عالمی دن
8 مارچ خواتین کا عالمی دن
15 مارچ اسلاموفوبیا کے خلاف قرارداد
15 مارچ صارفین کے حقوق کا عالمی دن
20 مارچ خوشی کا عالمی دن
21 مارچ نسلی امتیاز کے خاتمے کا عالمی دن
21 مارچ شاعری کا عالمی دن (یونیسکو)
21 مارچ نوروز کا عالمی دن
21 مارچ پیدائشی ذہنی معذوری کا عالمی دن
21 مارچ جنگلات اور درخت کا عالمی دن
22 مارچ پانی کا عالمی دن
23 مارچ موسمیات کا عالمی دن (ڈبلیو ایم او)
24 مارچ تپ دق کا عالمی دن
24 مارچ انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزیوں سے متعلق حقائق کو جاننے کے حق اور متاثرین کی عزت نفس کا عالمی دن
25 مارچ غلامی اور غلاموں کی سمندر پار تجارت کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
25 مارچ عملے کے زیر حراست اور لاپتہ اراکین سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

اپریل

2 اپریل خود فکری سے آگاہی کا عالمی دن
4 اپریل کانوں سے متعلق آگاہی اور کانوں سے متعلقہ کارروائیوں میں معاونت کا عالمی دن
6 اپریل ترقی اور امن کے لیے کھیل کا عالمی دن
7 اپریل روانڈا کے قتل عام کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
7 اپریل صحت کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
12 اپریل خلا میں انسانی پرواز کا عالمی دن
22 اپریل مادر ارض کا عالمی دن
23 اپریل کتاب اور حق اشاعت کا عالمی دن
23 اپریل انگریزی زبان کا عالمی دن
25 اپریل ملیریا کا عالمی دن۔ (ڈبلیو ایچ او)
26 اپریل ایجاد کے حقوق کا عالمی دن (وپیو)
28 اپریل دوران ملازمت سلامتی اور صحت کا عالمی دن
29 اپریل کیمیائی جنگ کے تمام متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن
30 اپریل جاز (موسیقی) کا عالمی دن

مئی

3 مئی آزادی صحافت کا عالمی دن
8-9 مئی دوسری جنگ عظیم میں جاں بحق ہونے والے افراد کو یاد کرنے اور ان سے یکجہتی کا دن
10-11 مئی نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا عالمی دن (یو این ای پی)
13 مئی ''ویساک'' پورے چاند کا عالمی دن
15 مئی کنبوں کا عالمی دن
17 مئی ٹیلی مواصلات اور معلوماتی اداروں کا عالمی دن (آئی ٹی یو)
21 مئی بحث مباحث اور ترقی کے لیے ثقافتی تنوع کا عالمی دن
22 مئی حیاتیاتی تنوع کا عالمی دن
23 مئی زچگی کے دوران پیدا ہونے والے گھاؤ کے خاتمے کا عالمی دن
29 مئی اقوام متحدہ کے امن فوجی دستوں کا عالمی دن
31 مئی تمباکو نوشی کی ممانعت کا عالمی دن

جون

یکم جون والدین کا عالمی دن
4 جون جارحیت سے متاثرہ معصوم بچوں کا عالمی دن
5 جون ماحول کا عالمی دن (یو این ای پی)
8 جون سمندروں کا عالمی دن
12 جون چائلڈ لیبر کے خلاف عالمی دن
14 جون خون کا عطیہ دینے والوں کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
15 جون بزرگوں سے ناروا سلوک سے آگاہی کا عالمی دن
17 جون زمین کے صحرا بُرد ہونے اور خشک سالی پر قابو پانے کا عالمی دن
20 جون مہاجرین کا عالمی دن
23 جون اقوام متحدہ کا خدمات عامہ کا دن
23 جون بیواؤں کا عالمی دن
25 جون ملاحوں کا عالمی دن (آئی ایم او)
26 جون ادویات کے غلط استعمال اور غیر قانونی نقل و حمل کے خلاف عالمی دن
26 جون تشدد کے متاثرین کی حمایت میں اقوام متحدہ کا عالمی دن

جولائی

5 جولائی تعاون کنندگان کا عالمی دن (جولائی کا پہلا ہفتہ)
11 جولائی آبادی کا عالمی دن
18 جولائی نیلسن منڈیلا کا عالمی دن
28 جولائی ہیپا ٹائٹس کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
30 جولائی دوستی کا عالمی دن
30 جولائی انسانی سمگلنگ کے خلاف عالمی دن

اگست

9 اگست دنیا بھر کے مقامی افراد کا عالمی دن
12 اگست نوجوانوں کا عالمی دن
19 اگست انسانیت پسندی کا عالمی دن
23 اگست غلاموں کی تجارت کی یاد آوری اور اس کے خاتمے کا عالمی دن (یونیسکو)
29 اگست جوہری تجربات کے خلاف عالمی دن
30 اگست جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن

ستمبر

5 ستمبر خیرات کا عالمی دن
8 ستمبر خواندگی کا عالمی دن (یونیسکو)
12 ستمبر اقوام متحدہ کا جنوب۔جنوب اشتراک کا دن
15 ستمبر جمہوریت کا عالمی دن
16 ستمبر اوزون کی تہہ کے تحفظ کا عالمی دن
21 ستمبر امن کا عالمی دن
25 ستمبر ساحلی علاقوں کا عالمی دن (ستمبر کا آخری ہفتہ)
26 ستمبر جوہری ہتھیاروں کے مکمل خاتمے کا عالمی دن
27 ستمبر سیاحت کا عالمی دن (یو این ڈبلیو ٹی او)

اکتوبر

یکم اکتوبر معمر افراد کا عالمی دن
2 اکتوبر عدم تشدد کا عالمی دن
5 اکتوبر اساتذہ کا عالمی دن (یونیسکو)
6 اکتوبر جائے پیدائش کا عالمی دن (اکتوبر کا پہلا سوموار)
9 اکتوبر ڈاک کا عالمی دن
11 اکتوبر بچیوں کا عالمی دن
13 اکتوبر آفات میں کمی کا عالمی دن
15 اکتوبر دیہی خواتین کا عالمی دن
16 اکتوبر خوراک کا عالمی دن (ایف اے او)
17 اکتوبر غربت کے خاتمے کا عالمی دن
24 اکتوبر اقوام متحدہ کا دن
24 اکتوبر ترقی سے متعلق معلومات کا عالمی دن
27 اکتوبر سماعتی و بصری ورثے کا عالمی دن (یونیسکو)

نومبر

2 نومبر صحافیوں کے خلاف جرائم کے حوالے سے سزا سے استثنٰی کے خاتمے کا عالمی دن
6 نومبر جنگ اور مسلح تنازعات کے دوران ماحول کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کا عالمی دن
10 نومبر امن اور ترقی کے لیے سائنس کا عالمی دن
14 نومبر ذیابیطس کا عالمی دن
16 نومبر رواداری کا عالمی دن
16 نومبر ٹریفک حادثات کے متاثرین کی یاد منانے کا عالمی دن (نومبر کا تیسرا اتوار)
19 نومبر بیت الخلاء کا عالمی دن
20 نومبر بچوں کا عالمی دن
20 نومبر فلسفے کا عالمی دن (نومبر کی تیسری جمعرات)
21 نومبر ٹیلی ویژن کا عالمی دن
22 نومبر صنعت کاری کا عالمی دن
25 نومبر خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا عالمی دن
29 نومبر فلسطینی عوام سے اظہار یکجہتی کا عالمی دن

دسمبر

یکم دسمبر ایڈز کا عالمی دن
2 دسمبر غلامی کے خاتمے کا عالمی دن
3 دسمبر معذور افراد کا عالمی دن
5 دسمبر معاشی اور سماجی ترقی کے لیے رضا کاروں کا عالمی دن
5 دسمبر زرعی زمین کا عالمی دن
7 دسمبر شہری ہوابازی کا عالمی دن
9 دسمبر بدعنوانی کے انسداد کا عالمی دن
10 دسمبر انسانی حقوق کا عالمی دن
11 دسمبر پہاڑوں کا عالمی دن
18 دسمبر تارکین وطن کا عالمی دن
20 دسمبر انسانی یکجہتی کا عالمی دن

فہرست

ایچ آر سی پی نے اقلیتوں کے حقوق کے لیے قانونی قومی کمیشن کی تشکیل کا مطالبہ ایک بار پھر دہرایا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی قومی گول میز مشاورت نے مطالبہ کیا ہے کہ عدالتِ عظمٰی جیلانی فیصلہ 2014 کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے لیے ایک قانونی قومی کمیشن قائم کیا جائے۔

ایچ آر سی پی کی ڈائریکٹر فرح ضیاء نے کہا کہ 2020 میں اقلیتوں کے حقوق کے لیے قائم ہونے والا کمیشن اقلیتوں کے مطالبات پورا کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ اُنہوں نے پیرس پرِنسپلز کی مطابقت میں ایک خودمختار کمیشن کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا۔

اقلیتی برادریوں، سیاسی جماعتوں، سرکاری محکموں، وزارت برائے انسانی حقوق، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے نمائندوں نے اِس طرح کے کمیشن کی تشکیل کے حوالے سے کئی سفارشات پیش کیں۔ ہندو برادری سے پریتم داس راٹھی نے کہا کہ کمیشن کے اراکین کی اکثریت اقلیتوں سے ہونی چاہیے۔ اِس کے علاوہ، کمیشن اقلیتوں کے حقوق کی صورتِ حال پر وزیرِ اعظم کو سہ ماہی بنیادوں پر رپورٹ بھیجے۔ بہائی برادری سے پروفیسر مہر داد کا کہنا تھا کہ کمیشن کا کردار تمام صوبوں اور علاقوں تک پھیلا ہونا چاہیے۔

مسیحی برادری کے نمائندے فادر سرفراز سائمن نے نشاندہی کی کہ درس گاہوں کا نصاب بہتر کیا جائے تاکہ اس سے نفرت انگیز مواد ختم ہو اور پاکستان کے قیام میں اقلیتوں کا کردار نظر آئے۔ جماعتِ احمدیہ کے محمود افتخار نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ 2023 میں اپنی کئی عبادت گاہوں کی بے حرمتی جھیلنے والے احمدیوں جیسے غیر محفوظ طبقوں کے حقوق بھی کمیشن کا حصہ ہونے چاہییں۔

انسانی حقوق کے کارکن پیٹر جیکب کا کہنا تھا کہ جیلانی فیصلے نے ہمارے اداروں میں اکثریت کے تسلط جیسے مسئلے کا حل پیش کیا ہے۔ انسانی حقوق کے قومی اداروں کا کام انتظامیہ میں توازن کی فضا برقرار رکھنا ہے نا کہ اس کے حریف کا کردار ادا کرنا۔ اُنہوں نے سیاسی جماعتوں سے بھی اپیل کی کہ وہ جیلانی فیصلے کے نفاذ کو اپنے انتخابی دساتیر کا حصہ بنائیں۔

جے یو آئی-ایف کی نمائندہ آسیہ ناصر نے کہا کہ اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن عوامی امنگوں کا ترجمان ہو، اِس کا باقاعدہ الگ بجٹ اور واضح اختیار ہو۔ سڈل کمیشن کے نمائندے ڈاکٹر سڈل نے معاشرتی رویوں کی تبدیلی پر زور دیا جس میں اضافہ کرتے ہوئے ایچ آر سی پی کونسل کے رُکن فرحت اللہ بابر نے کہا کہ اس طرح کے کمیشن کی تشکیل کے جائز مطالبے کی قبولیت سے انکار کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اکثریت کے تعصب سے نمٹنا انتہائی ضروری ہے۔

ایچ آر سی پی کی کونسل رُکن حنا جیلانی نے تجویز پیش کی کہ کمیشن کا مسودہ قانون وسیع تر مشاورت کے بعد تیار کیا جائے اور احمدی برادری کے نمائندوں کو کمیشن کا حصہ بنایا جائے تاکہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کر سکیں۔ عدالتِ عظمٰی کو جیلانی فیصلے کے نفاذ کے لیے منصوبہ سازی بھی کرنی چاہیے اور ترقی پسند قانون سازی کی راہ میں حائل ہجوم کی تنگ نظر سوچ کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔ بحث کا اختتام کرتے ہوئے، ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق نے کہا کہ اقلیتوں کے حقوق کے لیے قومی کمیشن اپنی ساخت، کردار، اختیار اور وسائل کے حوالے سے داخلی جوابدہی کے اصولوں اور پیرس پرِنسپلز پر پورا اترنا چاہیے۔ گول میز مشاورت کی نظامت کی ذمہ داری نبھانے والے ایچ آر سی پی کے عہدیدار سلمان فرخ نے بتایا کہ جیلانی فیصلے کے نفاذ کے لیے آگہی مہم شروع کی گئی ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 جنوری 2024]

سیاسی جماعتوں کو انسانی حقوق کا منشور تیار کرنا چاہیے

اپنے پچھترویں کونسل اجلاس کے اختتام پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے سیاسی جماعتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ غیر مستحکم جمہوریت، انتخابات سے پہلے ہونے والی ساز باز، اور انسانی حقوق کو درپیش سنگین مسائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے انسانی حقوق کا منشور تیار کریں۔

ذرائع ابلاغ پر بڑھتی پابندیوں اور آن لائن اجتماعات کو محدود کرنے کی غرض سے انٹرنیٹ سروسز کی معطّلی کا بظاہر مقصد ایک خاص سیاسی جماعت کو نشانہ بنانا اور اُسے اپنے رائے دہندگان کی حمایت سے محروم کرنا ہے۔ اعلی عدلیہ کے خلاف 'مذموم مہم' پر درجنوں سوشل میڈیا صارفین کو ایف آئی اے کے نوٹسز (پی ٹی آئی کو اس کے انتخابی نشان سے محروم کرنے کے ای سی پی کے فیصلے کی عدالتی توثیق کے بعد) عوام کے آزادیِ اظہار کے حق پر بڑھتی یلغار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ انتخابات کے دوران انٹرنیٹ تک محدود رسائی یا مکمل عدم رسائی سے نہ صرف لوگوں کا حقِ معلومات بلکہ اُن کا پرامن اجتماع کا حق بھی متاثر ہوگا۔

حال ہی میں انتخابات کے التواء کے لیے سینٹ سے کئی قراردادوں کی منظوری، نیز فوج کی پروردہ کمپنی کو 'اجتماعی کاشت کاری' کے لیے سندھ میں 52,000 ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ سے فوجی افسر شاہی کے کردار میں بیجا توسیع کے پریشان کُن اشارے

مل رہے ہیں۔

یہ حقیقت کہ لگ بھگ ایک کروڑ عورتوں کے پاس قومی شناختی کارڈ نہیں اور وہ آئندہ انتخابات میں حقِ رائے دہی استعمال نہیں کرسکتیں، ظاہر کرتی ہے کہ ریاست کے خیال میں شہریت کا حصول فرد کی ذمہ داری ہے نا کہ اس کا حق جس کی فراہمی ریاست کا فریضہ ہے۔ اس کے علاوہ، جداگانہ انتخابی فہرستوں کے ذریعے احمدیہ برادری کو حقِ رائے دہی سے مسلسل محروم رکھنے کا عمل ناقابلِ دفاع ہے۔ ایچ آر سی پی کا یہ بھی ماننا ہے کہ خواجہ سراء برادری کے سیاسی نمائندوں کے لیے مخصوص نشستیں ہونی چاہییں۔

ایچ آر سی پی کو بلوچ عوام کے ساتھ ریاست کی مسلسل اور دیدہ دانستہ بے رُخی پر بھی مایوسی ہوئی ہے۔ ماورائے عدالت قتل اور جبری گمشدگیوں کے خلاف اسلام آباد کی طرف عورتوں کی زیرِقیادت مارچ کے ساتھ برتے گئے سلوک سے اس کا بخوبی اندازہ ہوا ہے جس کا نتیجہ ریاست اور بلوچ عوام میں خطرناک قطع تعلقی کی صورت میں نکلا ہے۔ درحقیقت، تربت اور سکرنڈ (سندھ) میں مبینہ ماورائے عدالت ہلاکتوں کے مجرموں کا ابھی تک محاسبہ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح، گلگت-بلتستان میں مظاہرین کی شکایات سے ریاست کی ارادتاً لاتعلقی باعثِ تشویش ہے۔ ایچ آر سی پی کو یہ جان کر بھی بہت تکلیف ہوئی ہے کہ جی۔ ایم۔ سید کی برسی پر ریلیوں کے شرکاء بشمول خواتین پر بغاوت کے مقدمے درج کیے گئے ہیں۔

پاکستان میں 2 کروڑ ساٹھ لاکھ بچوں کے اسکول نہ جانے کے حالیہ انکشاف نے تعلیمی بحران کی نشاندہی کی ہے جسے ریاست مزید نظرانداز کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ایچ آر سی پی مذہبی اقلیتوں کی نوجوان عورتوں کی جبری تبدیلی مذہب اور سندھ میں کچے کے علاقوں میں امن و امان کی بگڑتی صورت پر بھی شدید فکرمند ہے۔ یہ افسوس ناک اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ صرف گذشتہ ایک مہینے کے دوران خیبر پختونخوا کی کانوں میں ہونے والے حادثات میں کم از کم سات کان کُن ہلاک ہوئے ہیں۔ ایچ آر سی پی حراستی مراکز اور نجی جیلوں کے مسلسل استعمال کو انسانی حقوق کی تذلیل تصور کرتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 جنوری 2024]

ایچ آر سی پی نے 2024 میں انسانی حقوق کی راہ میں حائل مشکلات کی نشاندہی کی ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے نئے سال کی آمد پر ملک میں انسانی حقوق کی مجموعی طور پر بگڑتی صورتِ حال پر تشویش کا اظہار اور اِس پر فوری توجہ دینے کا مطالبہ کیا۔

سب سے اہم مسئلہ انتخابی عمل میں کُھلے عام ساز باز کا ہے جس میں ایک سیاسی جماعت کے منظم طریقے سے حصّے بخرے کیے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ایچ آر سی پی کسی بھی فریق کے تشدد کو جائز قرار نہیں دیتا مگر ریاست کا ردِعمل اِنتہائی غیرمناسب اور غیرقانونی ہے۔ اس حوالے سے جانا پہچانا طریقہ کار اختیار کیا جا رہا ہے۔ پارٹی کے کارکنوں اور حامیوں کی گرفتاری، اُن پر لگائے گئے مبہم الزامات، پارٹی کارکنان کے پُرامن اجتماع کے حق پر پابندیاں، جبری گمشدگیاں، پارٹی کے رہنماؤں پر پارٹی چھوڑنے یا سیاست سے ہی کنارہ کشی کرنے کے دباؤ کے واضح آثار، اور ابھی حال ہی میں امیدواروں کے کاغذات نامزدگی کی بڑے پیمانے پر نامنظوری اس طریقہ کار کا حصّہ ہیں۔ کئی دیگر جماعتوں کو بھی کسی نہ کسی طرح اس سے ملتے جلتے ہتھکنڈوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس وقت، یہ دِکھانے کے لیے بہت کم شواہد ہیں کہ اگلے انتخابات آزاد، شفاف اور معتبر ہوں گے۔

گذشتہ برس ریاستی و غیرریاستی عناصر کی جانب سے غیرمحفوظ طبقوں کے حقوق پر نئے سرے سے حملے ہوئے۔ مسیحوں اور احمدیوں کی عبادت گاہوں کی بہیمانہ تباہی دیکھی گئی۔ اگست 2023 میں جڑانوالہ میں ایک ہی دن میں 30 سے زائد گرجا گھروں کو شدید نقصان پہنچا، اور مذہبی اقلیتوں کے خلاف توہینِ مذہب کے قوانین کے بڑھتے ہوئے استعمال کے باعث ان برادریوں کی مذہبی آزادی کا حق تو کجا حقِ زندگی اور معاش بھی محفوظ نہیں رہا۔ سانحہ جڑانوالہ کی عدالتی تحقیقات کروانے کے مسیحی برادری کے جائز مطالبے کا احترام کیا جائے اور تمام متاثرین کو مناسب معاوضہ دیا جائے۔ ایچ آر سی پی مذہبی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق عدالتِ عظمیٰ کے 2014 کے فیصلے کے نفاذ کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔

غیرمحفوظ افغان پناہ گزینوں اور پناہ کے طلب گاروں کو، عالمی رواجی قانون کے برخلاف اور اُن کے اپنے وطن میں اُن کی سلامتی کے امکانات کا خیال رکھے بغیر، بے دخل کرنے سے بہت سی عورتیں، بچے، بوڑھے اور معذوریوں سے متاثر افغان شہریوں کی زندگی داؤ پر لگ گئی ہے۔

امن و امان کی صورتِ حال، خاص طور پر خیبر پختونخوا میں، شدید تشویش کا باعث ہے۔ شدت پسندی کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اِس مقصد کے لیے فوج قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اپنا کردار ادا کرنے دے جبکہ حکومت یقینی بنائے کہ پولیس کے پاس شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے ضروری تربیت اور وسائل ہوں۔ ریاست گذشتہ برس کی طرح مشکوک خفیہ مذاکرات کے ذریعے شدت پسندوں کو پھر سے مضبوط ہونے کا موقع فراہم نہ کرے۔ اس کے علاوہ، سابق فاٹا کا انضمام اور اسے مرکزی دھارے میں لانا ایک بڑی کامیابی ہے۔ اِس اقدام کو کسی صورت واپس نہ لیا جائے۔

آخر میں، اختلافِ رائے پر ریاستی پابندیوں، چاہے آزادیِ رائے، اظہار یا اجتماع پر ہوں، نے ملک میں شہری آزادیوں کو مزید محدود کیا ہے وہ بھی ایسے وقت پر جب اُن کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کے خاتمے کا مطالبہ کرنے والی بلوچ خواتین مظاہرین کے خلاف حالیہ کریک ڈاؤن ریاست پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ ایسے جابرانہ ہتھکنڈوں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایچ آر سی پی نیشنل پریس کلب کے باہر احتجاج کرنے والے بلوچ عورتوں کے ساتھ اظہارِ یک جہتی اور مطالبہ کرتا ہے کہ ریاست تمام لاپتہ افراد کو عدالت میں پیش کرے۔

ایچ آر سی پی پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مسائل کو منتخب حکومت ترجیحی بنیادوں پر حل کرے جو شفاف طریقے سے اقتدار میں آئے، بیرونی دباؤ سے آزاد رہ کر کام کرے، اور تمام شہریوں اور باشندوں کے حقوق کے تحفظ و احترام کے لیے پُرعزم رہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ یکم جنوری 2024]

2023 میں انسانی حقوق کی صورتحال

انسانی حقوق کے عالمی ادارے ہیومن رائٹس واچ (ایچ آر ڈبلیو) نے 'عالمی رپورٹ 2024' جاری کی ہے جس میں دنیا بھر میں 2023 کے دوران انسانی حقوق کی صورت حال کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال سے متعلق ایچ آر ڈبلیو کے حقائق کا اردو میں ترجمہ کرکے جہدحق کے قارئین کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔



ایک شخص جڑانوالہ، پاکستان میں مسلمان ہجوم کے ہاتھوں تباہ ہونے والا گھر دیکھ رہا ہے

2023 میں پاکستان کے سیاسی اور معاشی بحرانوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ وزیرِ اعظم شہباز شریف کی زیر قیادت حکومت نے اپنے پیشروؤں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ذرائع ابلاغ، غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) اور سیاسی مخالفین پر دباؤ ڈالا۔ حکام نے پرامن ناقدین کو ڈرانے کے لیے انسدادِ دہشت گردی اور بغاوت کے ظالمانہ قوانین کا استعمال کیا۔ حکومت کی مدت اگست میں ختم ہوئی اور نگران وزیرِ اعظم انوار کاکڑ کی سربراہی میں عبوری حکومت نے اقتدار سنبھالا۔ قبل ازیں، نومبر میں طے شدہ انتخابات مردم شماری اور حلقہ بندیوں کے نامکمل عمل کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوئے۔

مذہبی اقلیتوں کے خلاف مذہب کی بے حرمتی سے متعلق تشدد میں اضافہ ہوا جس کی جُزوی وجہ حکومتی ظلم وستم اور امتیازی قوانین ہیں۔ اسلامی عسکریت پسندوں کے حملوں، خاص طور پر تحریکِ طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) اور دولتِ اسلامی صوبہ خراسان (آئی ایس کے پی) نے قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں اور مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنایا جس کے باعث 2023 میں درجنوں افراد ہلاک ہوئے۔

غربت، مہنگائی اور بے روزگاری میں اضافے کے ساتھ ساتھ، پاکستان کو معاشی بحران بھگتنا پڑا جس کا شمار ملکی تاریخ کے بدترین معاشی بحرانوں میں ہوتا ہے جس سے لاکھوں لوگوں کی صحت، خوراک اور مناسب معیارِ زندگی کے حقوق پر شدید منفی اثرات مرتب ہوئے۔ کفایت شعاری اور مناسب معاوضہ جیسے اقدامات کے بغیر بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے اصرار پر سبسڈی کے خاتمے سے کم آمدنی والے طبقوں کے لیے اضافی مشکلات پیدا ہوئیں۔ پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے انتہائی غیر محفوظ رہا اور یہاں درجہ حرارت کی شرح عالمی اوسط سے کافی زیادہ ہے جس کی وجہ سے شدید موسمیاتی واقعات تواتر سے پیش آتے ہیں۔

ایک مثبت پیش رفت میں، حکومتِ سندھ نے 2022 کے سیلاب میں تباہ کن نقصانات اٹھانے والوں کی بحالیِ نو کی کوشش کی اور اُن لوگوں کو مکانات کی تعمیر کے لیے زمین دی اور فنڈز فراہم کیے جو پہلے بے زمین تھے۔ اگست کے اوائل تک، 21 لاکھ افراد اس پروگرام سے مستفید ہوئے تھے۔

اظہارِ رائے کی آزادی اور سول سوسائٹی کی تنظیموں پر حملے

مذہبی اقلیتوں کے خلاف مذہب کی بے حرمتی سے متعلق تشدد میں اضافہ ہوا جس کی جُزوی وجہ حکومتی ظلم وستم اور امتیازی قوانین ہیں۔ اسلامی عسکریت پسندوں کے حملوں، خاص طور پر تحریکِ طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) اور دولتِ اسلامی صوبہ خراسان (آئی ایس کے پی) نے قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں اور مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنایا جس کے باعث 2023 میں درجنوں افراد ہلاک ہوئے۔

ذرائع ابلاغ کو ملنے والی حکومتی دھمکیوں اور اُن پر ہونے والے حملوں نے صحافیوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں میں خوف کا ماحول پیدا کیا جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے سنسر شپ اختیار کر لی۔ حکام نے ذرائع ابلاغ کے اداروں پر دباؤ ڈالا یا دھمکی دی کہ وہ سرکاری اداروں یا عدلیہ پر تنقید نہ کیا کریں۔

سابق وزیرِ اعظم عمران خان کی گرفتاری کے بعد کی پُر تشدد کارروائیوں میں اُن کی سیاسی جماعت پاکستان تحریکِ انصاف (پی ٹی آئی) کے ارکان نے پشاور میں سرکاری نشریاتی ادارے ریڈیو پاکستان اور سرکاری خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے دفاتر پر حملہ کیا۔

11 مئی کو صحافی عمران ریاض خان کو اُس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ عمان جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ خان 25 ستمبر کو اپنے گھر واپس لوٹے۔ گرفتاری کے بعد سے اب تک انہیں عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔

پاکستان کا بغاوت کا قانون، جو نوآبادیاتی دور کے برطانوی نظام کی پیداوار ہے، مبہم اور حد سے زیادہ وسیع ہے اور اسے اکثر سیاسی مخالفین اور صحافیوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ مارچ میں عدالتِ عالیہ لاہور نے بغاوت کے قانون کو غیر آئینی قرار دیا تھا۔ حکومت نے فیصلے کے خلاف عدالتِ عظمٰی میں اپیل دائر کی جو کہ ابھی تک زیرِ التوا ہے۔ تاہم، حکام نے بغاوت کے مقدمات کا اندراج جاری رکھا۔ اگست میں، ایمان مزاری حاضر ایڈووکیٹ اور سیاسی کارکن علی وزیر پر اسلام آباد میں تقریر کرنے پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ درج ہوا۔ بعد میں حاضر اور وزیر کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔

اگست میں، پولیس نے پشتو زبان کے نشریاتی ادارے وائس آف امریکہ دیوا (وی او اے دیوا) کے رپورٹر فیاض ظفر کو مجسٹریٹ کے حکم کے بعد گرفتار کر لیا۔ اُن پر الزام تھا کہ وہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو عوام کی نظر میں

"بدنام کرنے اور عوام کو اُکسانے کے لیے سوشل میڈیا پر بے بنیاد، جارحانہ اور نفرت انگیز مواد پھیلا رہے ہیں۔ ظفر کو بعد میں رہا کر دیا گیا۔

این جی اوز نے سرکاری حکام کی طرف سے مختلف گروہوں کو ڈرانے، ہراساں کرنے اور اُن کی کڑی نگرانی کی اطلاع دی۔ حکومت نے پاکستان میں آئی این جی اوز کو ضابطے میں لانے کی پالیسی کا استعمال بین الاقوامی انسانیت دوست تنظیموں اور انسانی حقوق کے اداروں کی رجسٹریشن اور کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے کیا۔

مذہب اور عقیدے کی آزادی

حکومتِ پاکستان مذہب کی بے حرمتی کے قانون کی دفعات میں ترمیم یا انہیں منسوخ کرنے میں ناکام رہی جو مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کے ساتھ ساتھ من مانی گرفتاریوں اور مقدمہ سازی کا بہانہ فراہم کرتی ہیں۔ توہینِ رسالت کے لیے سزائے موت لازمی ہے، اور 2023 کے آخر پر، درجنوں افراد سزائے موت کے قیدی کی حیثیت سے جیلوں میں بند تھے۔ اطلاعات کے مطابق، 1990 کے بعد سے پاکستان میں کم از کم 65 افراد مذہب کی بے حرمتی کے الزامات پر مارے جا چکے ہیں۔

احمدی برادری کے ارکان توہینِ مذہب کے قوانین اور مخصوص احمدی مخالف قوانین کے تحت مقدمات کا نشانہ بنتے رہے۔ عسکریت پسند گروپ اور اسلامی سیاسی جماعت تحریکِ لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) احمدیوں پر ''مسلمان ظاہر ہونے" کا الزام لگاتے ہیں۔ تعزیراتِ پاکستان کی رو سے احمدیوں کا خود کو "مسلمان ظاہر کرنا" جرم ہے۔ 25 جولائی کو ایک ہجوم نے صوبہ سندھ کے شہر کراچی میں احمدیوں کی عبادت گاہ میں توڑ پھوڑ کی۔ 18 اگست کو ایک ہجوم نے لاہور میں ایک احمدی پر توہینِ مذہب کا الزام لگا کر اُن کی فیکٹری پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی بجائے حکام نے احمدی برادری کے آٹھ افراد پر توہینِ مذہب کا مقدمہ درج کر دیا۔

16 اگست 2023 کو سینکڑوں افراد نے صوبہ پنجاب کے ضلع فیصل آباد میں ایک مسیحی بستی پر حملہ کیا، جب برادری کے دو افراد پر "توہینِ مذہب" کا الزام لگایا گیا تھا۔ پتھروں اور لاٹھیوں سے مسلح ہجوم نے کئی گرجا گھروں، درجنوں گھروں اور ایک قبرستان میں توڑ پھوڑ کی۔ جب کہ پولیس نے حملوں میں ملوث ہونے کے الزام میں 130 افراد کو گرفتار کیا۔ مقامی باشندوں نے انسانی حقوق کے مقامی کارکنوں کو بتایا کہ حملے سے چند گھنٹے قبل، پولیس نے انہیں خبردار تو کیا کہ ایک ہجوم آ رہا ہے مگر اُسے روکنے کے لیے کچھ نہ کیا۔

خواتین اور لڑکیوں پر تشدد

خواتین اور لڑکیوں پر تشدد بشمول جنسی زیادتی، قتل، تیزاب کے حملے، گھریلو تشدد، تعلیم سے محرومی، جائے روزگار پر ہراسانی، اور کم عمری کی شادی اور جبری شادی پورے پاکستان میں ایک سنگین مسئلہ ہے۔ انسانی حقوق کے دفاع کاروں کا اندازہ ہے کہ ہر سال تقریباً 1,000 خواتین کو نام نہاد "غیرت کے نام پر قتل" کیا جاتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے ادارہ برائے اطفال (یونیسیف) کے اندازے کے مطابق پاکستان میں ایک کروڑ نواسی لاکھ لڑکیوں کی شادی 18 سال کی عمر سے پہلے اور 46 لاکھ کی 15 سال کی عمر سے پہلے کر دی جاتی ہے۔ بہت سی شادی شدہ لڑکیوں کو کم عمری میں خطرناک حمل پر مجبور کیا جاتا ہے اور ایسے حمل جن میں وقفہ بہت کم ہوتا ہے۔ مذہبی اقلیتی برادریوں کی خواتین خاص طور پر جبری شادی کا شکار ہیں۔ حکومت نے کم عمری کی اور جبری شادیوں کو روکنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔

پاکستانی معاشرے میں دماغی صحت کے بارے میں آگاہی کا فقدان نفسیاتی معذوریوں سے متاثر افراد (ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار لوگ) کے ساتھ بدسلوکی کا باعث بنتا ہے۔ جو قیدی ذہنی صحت سے متعلق مدد مانگتے ہیں اُن کا اکثر مذاق اڑایا جاتا ہے اور اُن کی خدمات سے انکار کیا جاتا ہے۔ جیل کے نظام میں دماغی صحت کے پیشہ ور ماہرین کی کمی ہے، اور جیل حکام عام طور پر دماغی صحت کی حالت کی کسی بھی رپورٹ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نئے قیدیوں کے لیے نفسیاتی تشخیص غیر معیاری ہوتی ہے یا بالکل ہوتی ہی نہیں۔۔ پاکستانی جیلوں میں قیدِ تنہائی سے نفسیاتی معذوری والے لوگوں کے لیے اضافی خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

2 فروری کو اسلام آباد کے ایک پارک میں ایک خاتون کو بندوق کی نوک پر زیادتی کا نشانہ بنائے جانے کے بعد ملک بھر میں غم و غصہ کی صورت حال کا مشاہدہ کیا گیا۔ دو ہفتے بعد اسلام آباد پولیس نے دعویٰ کیا کہ دونوں مبینہ مجرم فائرنگ کے تبادلے میں مارے گئے جب پولیس نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایک مقامی این جی او کے مطابق، صوبہ پنجاب میں، 2023 کے پہلے چار مہینوں میں پولیس کو خواتین پر تشدد کے 10,365 واقعات رپورٹ ہوئے۔ رپورٹنگ میں درپیش رکاوٹوں، نقصان دہ سماجی اقدار اور پولیس کے غیر موثر اور منفی ردِعمل کی وجہ سے واقعات کی اصل تعداد زیادہ ہونے کا امکان ہے۔ پاکستان میں جنسی زیادتی کے واقعات میں سزا کی شرح 3 فیصد سے بھی کم ہے۔

بچوں کے حقوق

پاکستان میں پرائمری اسکول جانے کی عمر کے 60 لاکھ جبکہ ثانوی تعلیم کے اسکول جانے کی عمر کے ایک کروڑ تیس لاکھ سے زائد بچے اسکول نہیں جاتے۔ ان کی اکثریت بچیوں پر مشتمل ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کو معلوم ہوا ہے کہ لڑکیاں اسکولوں کی قلت، تعلیم سے جڑے اخراجات، کم عمری کی شادی، نقصان دہ چائلڈ لیبر، اور صنفی امتیاز جیسی وجوہات کے باعث اسکول نہیں جاتیں۔

بچوں کو گھروں میں ملازم رکھنے کا سلسلہ جاری رہا حالانکہ اسے ختم کرنے کو کوششیں بھی ہوئیں۔ جولائی میں، ایک 14 سالہ بچی رضوانہ کے واقعے نے، جو ایک جج کے گھر میں ملازمت کے دوران مہینوں تک وحشیانہ تشدد کا شکار رہی، نے گھریلو ملازمین کے ساتھ بدسلوکی کے معاملے کو اجاگر کیا۔ فروری میں، کراچی میں ایک 11 سالہ گھریلو ملازم، قبول کو اُس کے آجر نے مار مار کر ہلاک کر دیا۔

بچوں کا جنسی استحصال اب بھی عام ہے۔ بچوں کے حقوق کی تنظیم ساحل نے 2023 کے پہلے 6 مہینوں میں پاکستان بھر میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے روزانہ اوسطاً 12 سے زیادہ واقعات رپورٹ کیے ہیں۔

معذوریوں سے متاثر افراد کے حقوق

پاکستانی معاشرے میں دماغی صحت کے بارے میں آگاہی کا فقدان نفسیاتی معذوریوں سے متاثر افراد (ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار لوگ) کے ساتھ بدسلوکی کا باعث بنتا ہے۔ جو قیدی ذہنی صحت سے متعلق مدد مانگتے ہیں اُن کا اکثر مذاق اڑایا جاتا ہے اور اُن کی خدمات سے انکار کیا جاتا ہے۔ جیل کے نظام میں دماغی صحت کے پیشہ ور ماہرین کی کمی ہے، اور جیل حکام عام طور پر دماغی صحت کی حالت کی کسی بھی رپورٹ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نئے قیدیوں کے لیے نفسیاتی تشخیص غیر معیاری ہوتی ہے یا بالکل ہوتی ہی نہیں۔۔ پاکستانی جیلوں میں قیدِ تنہائی سے نفسیاتی معذوری والے لوگوں کے لیے اضافی خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

دہشت گردی، انسدادِ دہشت گردی، اور قانون کے نفاذ کے اہلکاروں کی زیادتیاں

ٹی ٹی پی، القاعدہ، بلوچستان لبریشن آرمی (بی ایل اے)، آئی ایس کے پی، اور ان سے منسلک تنظیموں نے سیکیورٹی اہلکاروں پر خودکش بم دھماکے اور دیگر بلا امتیاز حملے

کیے۔ ان حملوں کے نتیجے میں سال بھر میں سینکڑوں شہری ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ایک پاکستانی تھنک ٹینک، پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار کنفلکٹ اینڈ سکیورٹی اسٹڈیز (پی آئی سی ایس ایس) کے مطابق اگست میں 99 عسکریت پسند حملے ہوئے، جو کہ 2014 کے بعد اس مہینے میں ہونے والے حملوں کی سب سے زیادہ تعداد ہے۔

9 مئی 2023 کو سابق وزیرِاعظم عمران خان کی بدعنوانی کے الزام میں گرفتاری کے بعد تشدد کا دائرہ پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ خان کے بہت سے حامیوں نے پولیس افسران پر حملہ کیا اور ایمبولینسوں، پولیس کی گاڑیوں اور اسکولوں کو آگ لگا دی۔ جن مقامات کو نشانہ بنایا گیا اُن میں راولپنڈی میں فوجی ہیڈکوارٹر اور اعلیٰ فوجی حکام کے گھر شامل ہیں۔ جھڑپوں کے بعد، پولیس نے خان کی سیاسی جماعت پی ٹی آئی کے ہزاروں ارکان کو دھونس و دھمکیوں کا مظاہرہ کرنے، ہنگامہ آرائی کرنے اور سرکاری اہلکاروں پر حملے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ بہت سے لوگوں پر ایسے مبہم اور حد سے زیادہ وسیع قوانین کے تحت مقدمے درج کیے گئے جو کہ فسادات اور بدامنی پیدا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ فوجی تنصیبات کو توڑنے اور ان میں گھسنے جیسے جرائم پر ملزموں کے خلاف فوجی عدالتوں میں قانونی کارروائی کی گئی جو کہ اور منصفانہ ٹرائل کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

جنسی رجحان اور صنفی شناخت

پاکستان کے ضابطہ فوجداری کے تحت مردوں کے درمیان جنسی تعلق جرم ہے جس کی وجہ سے مردوں اور خواجہ سراؤں کے ساتھ جنسی تعلق رکھنے والے مردوں کو پولیس کی بدسلوکی، تشدد اور امتیازی سلوک کے خطرے کا سامنا رہتا ہے۔

پاکستان بالخصوص خیبر پختونخوا میں خواجہ سراء خواتین حملوں کی زد میں رہیں۔ مئی میں، وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا کہ خواجہ سراء ایکٹ 2018 کی دفعات جو کہ خواجہ سراؤں کو صنفی شناخت طے کرنے کا حق دیتی اور ان کے وراثت کے حق سے متعلق ہیں "غیر اسلامی" ہیں۔ اس فیصلے سے خواجہ سراء برادری میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل سال کے آخر تک عدالتِ عظمیٰ میں زیرِ التوا رہی۔

سندھ ہیومن رائٹس کمیشن، جو کہ ایک خودمختار قانونی ادارہ ہے، نے پولیس کو خواجہ سراؤں کو ہراساں کرنے اور گرفتار کرنے سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ ہدایت نامے میں کہا گیا کہ غربت اور بے گھری سے متعلق جرائم کو جرائم کی فہرست سے نکالا جائے۔ یہ صوبہ سندھ میں امتیازی قوانین، پالیسیوں اور عوامی رویوں میں بہتری کی جانب ایک اہم قدم ہے۔

مہاجرین

اکتوبر میں، حکومت نے "غیر قانونی تارکینِ وطن" کو ملک چھوڑنے کے لیے 28 دن کی مہلت دی تھی، اور خبردار کیا تھا کہ بصورت دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے انہیں زبردستی ملک بدر کریں گے۔ پاکستانی حکام کے مطابق ملک میں 17 لاکھ 30 ہزار غیر رجسٹرڈ افغان مقیم ہیں۔ حکومت نے افغانوں کو زبردستی ملک بدر کرنے کے فیصلے کو یہ دعویٰ کرتے ہوئے درست قرار دیا کہ 2023 میں پاکستان میں ہونے والے زیادہ تر خودکش بم حملوں میں افغان شہری ملوث تھے۔ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق (یو این ایچ سی آر) نے اس کے ردِعمل میں کہا کہ مہاجرین کی وطن واپسی رضا کارانہ اور بغیر کسی دباؤ کے ہونی چاہیے تاکہ خطرات میں گھرے مہاجرین کا تحفظ یقینی ہو سکے۔ "اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے آزاد ماہرین نے بھی ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار کیا کہ پاکستان میں افغان باشندوں کو گرفتاریوں، استحصال اور غیر معمولی سلوک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

2023 میں، پاکستانی حکام نے پاکستان میں رہنے والے افغانوں کو ڈرانا دھمکانا اور ہراساں کرنا جاری رکھا۔ غیر رجسٹرڈ افغان پولیس اور ضلعی انتظامیہ کی بدسلوکی کا شکار رہے اور انہیں روزگار اور تعلیم تک رسائی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

معاشی وسماجی حقوق

2023 میں، مقامی کرنسی کی قدر میں کمی، آسمان کو چھوتی مہنگائی، اور مناسب معاوضہ جیسے اقدامات کے بغیر بجلی اور ایندھن پر دی جانے والی سبسڈی کے خاتمے نے پاکستان میں بہت سے لوگوں کے لیے اپنے معاشی و سماجی حقوق کا حصول مشکل بنا دیا۔ پاکستان کے مرکزی بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر جنوری میں کم ہو کر 3 ارب امریکی ڈالر کی تاریخی کم ترین سطح پر آ گئے۔ یہ رقم تین ہفتوں کی درآمدات کی ادائیگی کے لیے بھی ناکافی تھی۔ جولائی میں، پاکستان نے آئی ایم ایف کے ساتھ 3 ارب ڈالر کا معاہدہ کیا جس کے تحت حکومت نے توانائی اور ایندھن کی سبسڈی ختم کرنے، منڈی پر مبنی شرح مبادلہ رائج کرنے اور ٹیکسوں میں اضافہ کرنے کی ذمہ داری لی۔ اس کے نتیجے میں بجلی کے بڑھتے بلوں، مہنگائی، اور خوراک کی قلت کے خلاف بڑے پیمانے پر مظاہرے ہوئے۔

معاشی بحران نے ملک کو اُس وقت اپنی لپیٹ میں لیا جب لوگ پہلے سے 2022 کے سیلاب کے تباہ کن معاشی اثرات کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ 2018 میں پاکستان کے 23 کروڑ افراد میں سے تقریباً 37 فیصد کو غذائی عدمِ تحفظ کا سامنا تھا، اس کے باوجود صرف 89 لاکھ خاندانوں کو مہنگائی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے امداد ملی۔

ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ کے اجراء کے بعد جس میں معذوریوں سے متاثر قیدیوں سمیت پاکستانی جیلوں میں بند دیگر قیدیوں کو صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو قلمبند کیا گیا تھا، وزیرِاعظم شہباز شریف نے لاہور سنٹرل جیل میں صفائی ستھرائی اور صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اقدامات کا حکم دیا۔ ان میں ایک مخصوص ہسپتال کی تعمیر بھی شامل ہے۔ انہوں نے ملک بھر کی جیلوں میں اصلاحات متعارف کرنے کا عزم بھی ظاہر کیا۔

ہراسانی کے خلاف تحفظ کے وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کے مطابق، اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ جائے روزگار پر جنسی ہراسانی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جس سے خواتین خاص طور پر متاثر ہوئی ہیں۔ جائے روزگار پر جنسی ہراسانی کے واقعات کے باوجود، حکومت نے عالمی ادارہ محنت کے تشدد و ہراسانی کی روک تھام کے معاہدے (سی 190) کی توثیق نہیں کی، جو جائے روزگار پر صنفی تشدد سمیت ہر قسم کے تشدد اور ہراسانی کے خاتمے کے لیے مکمل اقدامات کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

اہم عالمی کردار

جولائی میں، یورپی یونین نے پاکستان کی جنرلائزڈ اسکیم آف پریفرنسز پلس (جی ایس پی پلس) اسٹیٹس میں مزید چار سال کی توسیع کی تجویز پیش کی، جس سے پاکستان تجارتی ترجیحات اور یورپی منڈی تک رسائی سے مستفید ہو سکے گا۔

جولائی میں، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے وزیرِ خارجہ انٹونی بلنکن اور پاکستانی وزیرِ خارجہ بلاول بھٹو نے ملاقات کی، جس میں پاکستان-امریکہ تعلقات میں "مثبت رفتار" کا مشاہدہ کیا گیا اور "امن، سلامتی اور ترقی کو فروغ دینے کے لیے تعمیری میل جول جاری رکھنے" پر اتفاق کیا گیا۔

جولائی میں ہی ہیومن رائٹس واچ نے پاکستان پر زور دیا کہ وہ مغربی کنارے اور غزہ پر اسرائیل کے طویل قبضے کے قانونی نتائج کے بارے میں عالمی عدالتِ انصاف (آئی سی جے) سے رجوع کرے۔ اگست میں، پاکستان نے اس موضوع پر آئی سی جے سے باضابطہ رجوع کیا تھا۔

پاکستان اور چین نے 2023 میں اپنے وسیع تر اقتصادی و سیاسی تعلقات کو مزید مستحکم کیا، اور چین-پاکستان اقتصادی راہداری پر کام جاری رہا۔ یہ منصوبہ سڑکوں، ریلوے اور توانائی کی پائپ لائنوں کی تعمیر پر مشتمل ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ہیومن رائٹس واچ)

افغان مہاجرین کی ملک بدری

بنکاک ہیومن رائٹس واچ نے آج اپنی عالمی رپورٹ 2024 میں کہا ہے کہ حکومتِ پاکستان نے 2023 میں اختلافِ رائے کا اظہار کرنے والے ذرائع ابلاغ، سیاسی مخالفین اور غیر سرکاری تنظیموں کے خلاف کریک ڈاؤن کیا۔ پاکستان کا حالیہ معاشی بحران جس کا شمار ملکی تاریخ کے بدترین معاشی بحرانوں میں ہوتا ہے، کے دوران حکومت عوام کے سماجی تحفظ کو یقینی بنانے میں ناکام رہی جس کے نتیجے میں پاکستانی شہریوں کی صحت، خوراک اور مناسب معیارِ زندگی کے حقوق پر شدید منفی اثرات مرتب ہوئے۔ غیر رجسٹرڈ افغانوں کی بڑے پیمانے پر ملک بدری کے عمل کے دوران اُنہیں پولیس کی بے جا کارروائیوں سے تحفظ فراہم نہیں کیا گیا تھا۔ اُن لوگوں کو بھی ملک بدر کیا گیا جن کا دعویٰ ہے کہ انہیں پاکستان میں باقاعدہ پناہ ملی ہوئی تھی۔

ہیومن رائٹس واچ کی ایشیا ڈائریکٹر ایلین پیئرسن نے کہا، "پاکستانی حکومت اُن لاکھوں پاکستانیوں کی مدد کے لیے خاطر خواہ اقدامات کرنے میں ناکام رہی جو گذشتہ سال غربت میں دھکیلے گئے۔" "حکام پاکستان میں لوگوں کے حقوق کے تحفظ کی بجائے اختلافی آوازوں کو دبانے پر زیادہ توجہ دیتے نظر آئے۔ 734" صفحات پر مشتمل "عالمی رپورٹ 2024"" کے چونتیسویں شمارے میں ہیومن رائٹس واچ نے لگ بھگ ایک سو ممالک میں انسانی حقوق کی صورتِ حال کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر ترانہ حسن نے اپنے افتتاحی مضمون میں کہا کہ 2023 انتہائی اہم سال ثابت ہوا نہ صرف انسانی حقوق پر پابندیوں اور جنگ کے دوران مظالم کی وجہ سے بلکہ پسند و ناپسند کی بنیاد پر حکومتوں کے غیض و غضب اور لین دین کی سفارت کاری کی وجہ سے بھی جس سے اُن لوگوں کے حقوق شدید متاثر ہوئے جو اُس بیوپار کا حصہ نہیں تھے۔ تاہم، اُنہوں نے کہا ہے کہ امید کی کرنیں بھی نمودار ہوئیں جن سے مثبت راستے کا امکان نظر آ رہا ہے۔ اُنہوں نے حکومتوں سے مستقل مزاجی کے ساتھ انسانی حقوق کی ذمہ داریاں نبھانے کا مطالبہ کیا ہے۔" پاکستانی حکام نے حکومت پر تنقید کے ردِعمل میں ذرائع ابلاغ پر دباؤ بڑھایا۔ صحافیوں نے سرکار کی دھونس دھمکیوں، ایذا رسانی اور کڑی نگرانی کی شکایت کی۔ حکومت نے بین الاقوامی تنظیموں کو ضابطے میں لانے والے قوانین کو انسانیت دوست اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی رجسٹریشن اور کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے استعمال کیا۔ 11 مئی کو صحافی عمران ریاض خان کو اُس وقت گرفتار کر لیا گیا جب وہ عمان جانے کی کوشش کر رہے تھے اور ستمبر تک بغیر کسی الزام کے چار ماہ تک اُنہیں بے جا حراست میں رکھا گیا۔ 9 مئی کو فوجی تنصیبات پر مظاہرین کے پُرتشدد حملوں کے بعد، حکومت نے حزبِ اختلاف کی سیاسی جماعت کے ارکان اور حامیوں کی پکڑ دھکڑ کی۔ وکلاء اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے الزام لگایا کہ حکام نے بدعنوانی اور فسادات کے الزامات میں گرفتار کیے گئے حزبِ اختلاف کے رہنماؤں اور کارکنوں کو باضابطہ قانونی کارروائی اور منصفانہ ٹرائل کے حقوق سے محروم رکھا۔ کچھ سیاست دانوں اور صحافیوں پر پاکستان کے مبہم اور حد سے زیادہ وسیع بغاوت کے قانون کے تحت مقدمے درج کیے گئے، جو کہ نوآبادیاتی دور کا قانون ہے، اور درجنوں لوگوں کے خلاف بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلایا گیا۔ مارچ میں، عدالتِ عالیہ، لاہور نے بغاوت کے قانون کو غیر آئینی قرار دیا تھا، لیکن حکومت نے فیصلے کے خلاف اپیل کی اور قانون کا اطلاق جاری رہا۔ اگست میں، ایمان مزاری حاضر، جو کہ ایک وکیل اور سیاسی کارکن ہیں، پر اسلام آباد میں تقریر کرنے پر بغاوت کا الزام عائد کیا گیا۔ حکومت مذہب کی بے حرمتی کے قانون کی دفعات میں ترمیم یا انہیں منسوخ کرنے میں ناکام رہی جو مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کے ساتھ ساتھ من مانی گرفتاریوں اور مقدمہ سازی کا بہانہ فراہم کرتی ہیں۔ اگست میں، سینکڑوں افراد نے صوبہ پنجاب کے ضلع فیصل آباد میں ایک مسیحی بستی پر حملہ کیا، جب کمیونٹی کے دو افراد پر "مذہب کی بے حرمتی" کا الزام عائد کیا گیا۔ پتھروں اور لاٹھیوں سے مسلح ہجوم نے کئی گرجا گھروں، درجنوں گھروں اور ایک قبرستان میں توڑ پھوڑ کی۔ حکومتِ پاکستان نے قانونی دستاویزات کے بغیر مقیم افغانوں کو یکم نومبر تک پاکستان چھوڑنے کو کہا گیا، اور انہیں ملک نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے دھمکیوں، بدسلوکی اور گرفتاریوں کا سہارا لیا۔ اگر وہ ملک نہیں چھوڑتے تو دوسری صورت میں اُنہیں پاکستان سے جبری بے دخلی کے لیے تیار رہنے کا کہا گیا۔ دسمبر تک 327,000 سے زیادہ افغانوں کو بے دخل کیا جا چکا تھا جن میں ہزاروں پناہ گزین اور پناہ کے طلب گار تھے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ہیومن رائٹس واچ)

جہدحق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
  جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/ اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہدحق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہدحق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

گھر پر کام کرنے والے ملازمین ایکٹ 2023 کا تجزیہ

تعارف

عالمی ادارہ برائے محنت کے مطابق، گھر پر کام کرنے والے ملازمین پاکستان میں غیر رسمی معیشت کے ساتھ ساتھ مجموعی روزگار کا ایک اہم حصہ ہیں۔ وہ ٹیکسٹائل، دستکاری اور زراعت جیسے مختلف شعبوں سے وابستہ ہیں۔ پاکستان میں خواتین کی معاشی شرکت اور بااختیاری کی صورتحال کے بارے میں اقوام متحدہ کی 2016 کی رپورٹ کے مطابق، 2013/14 میں معیشت میں گھر پر کام کرنے والے ملازمین کا حصہ تقریباً 400 ارب روپے رہا۔ یہ اس سال کل جی ڈی پی کا تقریباً 3.8 فیصد بنتا ہے۔ اس میں 65 فیصد حصہ خواتین کا تھا۔

غیر رسمی اندازوں سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں کم از کم 2 کروڑ گھر پر کام کرنے والے ملازمین ہیں، جن میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ خواتین ہیں۔ اس طرح معیشت میں گھر پر کام کرنے والے کارکنوں کا حصہ زیادہ تر غیر تسلیم شدہ ہے۔ شناخت کے اس فقدان کا مطلب یہ ہے کہ گھر پر کام کرنے والے ملازمین، جن کی اکثریت خواتین اور کمزور افراد پر مشتمل ہے، کی کریڈٹ سہولیات اور بازاروں تک محدود رسائی ہے۔

پنجاب کے اندر اور پورے پاکستان میں شہری اور دیہی دونوں جگہوں پر گھر پر کام کا رواج ہے۔ دیہی علاقوں میں، زرعی کام اور دستکاری گھریلو کام کی عام شکلیں ہیں، جبکہ شہری مراکز میں گھر پر کام کرنے والے ملازمین ٹیکسٹائل اور چمڑے جیسے شعبوں میں دکھائی دیتے ہیں۔

حکومت پنجاب نے گھر پر کام کرنے والوں کو افرادی قوت کا حصہ تسلیم کرنے کے لیے ایک خوش آئند قدم اٹھایا ہے۔ اس مزدور گروپ کے حقوق کی فراہمی کے لیے 17 فروری 2023 کو پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2023 نافذ کیا گیا۔ اس ایکٹ کا مقصد پنجاب میں گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو لیبر مارکیٹ اور ذیلی معاملات میں ایک اہم فریق کے طور پر تسلیم کرنا ہے۔ اس طرح اس ایکٹ کی منظوری گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے لیے روزگار کے تعلق کو باضابطہ بناتی ہے جو کہ معیشت میں ان کی اہم شراکت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اہم قدم ہے — جبکہ یہ ایکٹ انہیں استحصال اور ناانصافی کے خلاف تحفظات بھی فراہم کرتا ہے۔ گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے حقوق، استحقاق اور کام کے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے اور پنجاب میں مقیم افراد کو سماجی تحفظ فراہم کرتے ہوئے، یہ ایکٹ انہیں بااختیار بنانے، معیشت میں ان کے کردار کو واضح کرنے اور ان تفاوتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے جنہوں نے اس مزدور گروپ کو متاثر کیا ہے۔

غیر رسمی اندازوں سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں کم از کم 2 کروڑ گھر پر کام کرنے والے ملازمین ہیں، جن میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ خواتین ہیں۔ اس طرح معیشت میں گھر پر کام کرنے والے کارکنوں کا حصہ زیادہ تر غیر تسلیم شدہ ہے۔ شناخت کے اس فقدان کا مطلب یہ ہے کہ گھر پر کام کرنے والے ملازمین، جن کی اکثریت خواتین اور کمزور افراد پر مشتمل ہے، کی کریڈٹ سہولیات اور بازاروں تک محدود رسائی ہے۔ پنجاب کے اندر اور پورے پاکستان میں شہری اور دیہی دونوں جگہوں پر گھر پر کام کا رواج ہے۔ دیہی علاقوں میں، زرعی کام اور دستکاری گھریلو کام کی عام شکلیں ہیں، جبکہ شہری مراکز میں گھر پر کام کرنے والے ملازمین ٹیکسٹائل اور چمڑے جیسے شعبوں میں دکھائی دیتے ہیں۔

پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2023 اس علاقے میں حالیہ ترین قانون سازی ہے۔ سندھ نے 2018 میں سندھ ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2018 نافذ کر کے ایک مثال قائم کی۔ خیبر پختونخوا ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2021 اور بلوچستان ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ اپریل 2022 میں منظور ہوا۔

قانون کا دائرہ کار اور تجزیہ

ایکٹ کے سیکشن 2(o) کے تحت، ہوم بیسڈ ورکر کی تعریف ایسے شخص کے طور پر کی گئی ہے جو گھر پر کام کرتا ہے۔ اس میں دھماکا خیز مواد، زہریلے یا مضر کیمیکلز یا متعلقہ مادوں سے متعلقہ شعبوں میں کام کرنے والے مزدور شامل نہیں ہیں۔ یہ ایکٹ سیکشن 2 کے تحت دیگر کلیدی تعریفیں فراہم کرتا ہے جو گھر پر کام اور اس میں شامل فریقین سے متعلق ہیں، جیسے کہ 'ٹھیکیدار'، جس سے مراد معاشی فائدے کے لیے ذمہ داریاں انجام دینے والا شخص یا ادارہ ہے، اور 'آجر'، جس کا تعلق ان افراد، تنظیموں یا اداروں سے ہے جو تحریری ملازمتی معاہدوں کے تحت گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو ملازمت دیتے ہیں جو کہ پنجاب میں گھر پر کام کی انضباطی حدود قائم کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ تاہم، کچھ دیگر تعریفیں بھی ہیں، جیسے کہ 'گھر' اور 'معذوری' جن کا انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

واضح رہے کہ ایکٹ کے تحت بڑھائے گئے فوائد اور استحقاق صرف گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین پر لاگو ہوتے ہیں۔ ایکٹ کے سیکشن 2(t) کے تحت، گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازم کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

... وہ شخص جو گھر پر ایسا کام کرتا ہے جس کے حوالے سے ایکٹ کے تحت چندے (کنٹری بیوشنز) قابل ادائیگی ہیں یا تھے، لیکن اس میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اجرت کی حد سے زیادہ اجرت پر گھر پر کام کرنے والا شخص شامل نہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ بالائی اجرت کی حد سے زیادہ اجرت پر کام کرنے والے ملازمین 'گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین' کی تعریف میں شامل نہیں ہیں اور اس طرح وہ ایکٹ کے تحت کسی فوائد یا دعوے کے حق دار نہیں ہیں۔

اس تناظر میں، یہ ایکٹ آجروں، ٹھیکیداروں، ذیلی ٹھیکیداروں اور ثالثوں کے لیے یہ گنجائش چھوڑتا ہے کہ وہ ایکٹ کے دائرہ کار سے بچنے کے لیے حکومت پنجاب کی جانب سے مقرر کردہ زیادہ سے زیادہ حد سے تھوڑی سی زیادہ اجرت مقرر کر کے گھر پر کام کرنے والے ملازمین کا استحصال کریں۔ اس طرح کے گھر پر کرنے والے ملازمین پھر ایکٹ کے سیکشن 4 کے تحت 'محفوظ ہوم بیسڈ ورکرز' کو دیے گئے فوائد کے حقدار نہیں ہوں گے۔ ان میں بیماری کے فوائد، زچگی کے فوائد، بیماری اور زچگی کے دوران طبی دیکھ بھال، خاندان کی طبی دیکھ بھال، دوران ملازمت چوٹ کی صورت میں فوائد، معذوری پنشن یا سروائیور کی پنشن شامل ہیں۔

ملازمت کا معاہدہ

ایکٹ کا سیکشن 4(4) ہر آجر کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ ایکٹ کے ضمیمہ میں دیے گئے ٹیمپلیٹ کے مطابق گھر پر کام کرنے والے ملازم کے ساتھ تحریری معاہدے پر دستخط

کرے۔

یہ ٹیمپلیٹ معاہدے کی ضروری خصوصیات کا احاطہ کرتا ہے جیسے کام کی تفویض، اجرت یا معاوضے کی شرح، اور ملازمت کی مدت۔ معاہدہ آجر کو کام کی جگہ پر تحفظ اور حفظان صحت کو یقینی بنانے کا بھی پابند کرتا ہے۔ مزید برآں، اس میں گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے مفت طبی علاج اور نقل و حمل کے اخراجات کی کوریج کے حقوق کی شقیں شامل ہیں۔ آخر میں، جب کہ دونوں فریق شق 3 کے تحت باہمی طور پر متفقہ شرائط وضوابط کو شامل کر سکتے ہیں، ایسی شرائط وضوابط کو ایکٹ کی حدود پر عمل کرنا ہوگا۔

ملازمت پر پابندی

ایکٹ کا سیکشن 3 15 سال سے کم عمر کے بچوں اور نوجوانوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی ملازمت کو گھر پر کام کرنے والے کے طور پر محدود کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ سیکشن پنجاب بچوں کی ملازمت پر پابندی کا ایکٹ 2016 کے متوازی ہے جس میں 15 سے 18 سال کی عمر کے افراد کو خطرناک مواد والے کام میں ملازمت دینے پر پابندی ہے۔

حقوق اور استحقاق

سیکشن 4 پنجاب میں گھر پر کام کرنے والےتحفظ شدہ ملازمین کے حقوق اور استحقاق کا خاکہ پیش کرتا ہے اور یوں ان کی فلاح و بہبود اور تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ یہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو ان کے ملازمت کے معاہدوں سے مطابقت نہ رکھنے والے کام کے حالات کا نشانہ نہیں بنایا جانا چاہیے۔ مزید برآں، گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین بیماری کے فوائد، زچگی کے فوائد، طبی دیکھ بھال، کام کی جگہ پر چوٹ سے متعلق فوائد، معذوری کی پنشن، اور سروائیور کی پنشن جیسے فوائد کے حقدار ہیں۔ یہ قانون انصاف اور مساوات کو فروغ دینے کے لیے بھرتی، اجرت کے تعین اور ملازمت کے تسلسل میں عدم امتیاز کی اہمیت پر بھی زور دیتا ہے۔

معذوری

ایکٹ کے سیکشن 2(e) میں 'معذوری' کی تعریف ایک ایسی حالت یا چوٹ کے طور پر کی گئی ہے جو ملازمت کے دوران گھر پر کام کرنے والے ملازم کو لاحق ہوتی ہے جو ان کی کمائی کی صلاحیت کو مستقل طور پر کم کر دے، اور جس کی ایک مجاز طبی پریکٹیشنر نے ضوابط کے تحت تجویز کیے گئے طریقہ کار کے مطابق تصدیق کی ہو۔

تاہم، کوئی بھی نقصان یا چوٹ جس کے نتیجے میں گھر پر کام کرنے والے کارکن کی کمائی کی صلاحیت میں عارضی کمی واقع ہو جائے، اس سیکشن کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس طرح ایسے گھر پر کام کرنے والے ملازمین معذوری پنشن کے حقدار نہیں ہوں گے۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ بہت سے حالات یا چوٹ جیسے کہ کچھ فریکچر، زخم، انفیکشن اور طبی حالات عارضی ہو سکتے ہیں اور وقت کے ساتھ ٹھیک ہو سکتے ہیں، لیکن وہ ایک مخصوص مدت جیسے کہ ان کے کام کی تفویض کی مقررہ مدت کے دوران یا بعد میں ان کی صحت یابی کے دوران گھر میں کام کرنے والے ملازمین کی کمائی کی صلاحیت کو نمایاں طور پر متاثر کر سکتے ہیں۔

سیکشن 4 پنجاب میں گھر پر کام کرنے والےتحفظ شدہ ملازمین کے حقوق اور استحقاق کا خاکہ پیش کرتا ہے اور یوں ان کی فلاح و بہبود اور تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ یہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو ان کے ملازمت کے معاہدوں سے مطابقت نہ رکھنے والے کام کے حالات کا نشانہ نہیں بنایا جانا چاہیے۔ مزید برآں، گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین بیماری کے فوائد، زچگی کے فوائد، طبی دیکھ بھال، کام کی جگہ پر چوٹ سے متعلق فوائد، معذوری کی پنشن، اور سروائیور کی پنشن جیسے فوائد کے حقدار ہیں۔ یہ قانون انصاف اور مساوات کو فروغ دینے کے لیے بھرتی، اجرت کے تعین اور ملازمت کے تسلسل میں عدم امتیاز کی اہمیت پر بھی زور دیتا ہے۔

پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ویلفیئر فنڈ

یہ ایکٹ پنجاب میں گھریلو کارکنوں کی مالی مدد کے لیے ہوم بیسڈ ورکرز ویلفیئر فنڈ کے قیام کی شرط عائد کرتا ہے۔ یہ فنڈ حکومت پنجاب، آجروں اور گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ کارکنوں کی جانب سے مقررہ اجرت کی حد، رضاکارانہ عطیات، گرانٹس اور قرض سے حاصل ہونے والی رقم پر مشتمل ہے۔ یہ فنڈ گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو فائدہ پہنچانے والے منصوبوں کی مالی اعانت، فنڈ سے متعلقہ اخراجات کا انتظام، کارکنوں کے رجسٹر کو برقرار رکھنے، قرضوں کی ادائیگی، منظور شدہ سیکیورٹیز میں سرمایہ کاری، اور گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین کو فوائد فراہم کرنے کے لیے وقف ہے۔

سیکشن 6 میں ویلفیئر فنڈ کو برقرار رکھنے کے لیے آجروں اور گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین دونوں سے درکار مالی تعاون کا خاکہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ چندہ کی ادائیگی میں ناکامی کے نتیجے میں گھر پر کام کرنے والے تحفظ شدہ ملازمین کے لیے فوائد کی معطلی یا آجروں کے لیے اراضی محصول کے بقایاجات جیسے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہ انتظام فنڈ کی مالی استحکام اور فوائد کے تسلسل کو یقینی بناتا ہے۔

تاہم، اس ایکٹ کی تعمیل میں پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ویلفیئر فنڈ کے لیے کوئی بجٹ مختص نہیں کیا گیا، باوجود اس حقیقت کے کہ پنجاب حکومت نے پہلے ہی مالی سال 2023/24 کے پہلے چار ماہ کے لیے 1719 ارب روپے کا بجٹ منظور کر لیا ہے۔ مزید برآں، ایکٹ میں فنڈ کے انتظام و انصرام اور اس کے تحت دعووں اور فوائد کے انتظام کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ اس طرح کے معاملات ایکٹ کے تحت مقرر کردہ قواعد وضوابط کے تحت چلائے جائیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس طرح کی اہم تفصیلات ان قواعد وضوابط کے لیے چھوڑ دی گئی ہیں جن کا تعین ہونا ابھی باقی ہے۔

آجروں اور گھر پر کام کرنے والے کارکنوں کی رجسٹریشن

سیکشن 7 آجروں اور گھر پر کام کرنے والے کارکنوں کو رجسٹر کرنے کے طریقہ کار سے متعلق ہے، یوں یہ سیکشن گھر پر کام کرنے والوں کی شناخت اور ان کا سراغ لگانے کے لیے ایک رسمی طریقہ کار تشکیل دیتا ہے۔ اس سے شفافیت، جوابدہی اور موثر نظم و نسق میں مدد ملتی ہے۔ تاہم، رجسٹریشن کا طریقہ کار گورننگ باڈی کی جانب سے طے ہونا باقی ہے کیونکہ ایکٹ کے قواعد وضوابط ابھی تک منظور نہیں ہوئے۔

فریقین کے درمیان تنازعات کا تصفیہ

یہ ایکٹ آجروں اور گھریلو ملازمین کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے لیے مصالحتی کمیٹیوں کے قیام کی بھی شرط عائد کرتا ہے۔ ایکٹ کے سیکشن 8 کے تحت، حکومت پنجاب بانڈڈ لیبر سسٹم (خاتمہ) ایکٹ 1992 کے تحت تشکیل دی گئی ضلعی نگران کمیٹیوں کو مصالحتی کمیٹیوں کے کام تفویض کر سکتی ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ پنجاب ویجیلنس کمیٹیز ایکٹ 2016 کے تحت قائم کی گئیں ضلعی نگران کمیٹیاں صوبے میں ابھی تک فعال نہیں ہو سکیں۔

پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2023 کے تحت مصالحتی کمیٹیاں تحریری شکایات وصول کرنے، تحقیقات کرنے، کارروائیاں قلم بند کرنے، افراد کو طلب کرنے، ایوارڈز جاری کرنے اور ضابطوں کے مطابق اضافی کام انجام دینے کے حوالے سے اپنا کردار ادا کریں گی۔ مصالحتی کمیٹیوں کا انتظام منصفانہ حل کے حصول اور کام کے ایک موافق ماحول کو برقرار

رکھنے کے مقصد سے ہم آہنگ ہے۔

سیکشن 10 کے تحت، فریقین میں سے کسی ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ 30 دنوں کے بعد مصالحتی کمیٹی کی طرف سے منظور کیے گئے فیصلے کے خلاف لیبر کورٹ میں اپیل دائر کر سکے۔

گھریلو ملازمین کے بارے میں بین الاقوامی ذمہ داریاں:

پاکستان آئی ایل او کا رکن ہے اور اس نے مزدوروں کے حقوق سے متعلق آئی ایل او کے کنونشن 36 کی توثیق کر رکھی ہے۔ تاہم، آئی ایل او کے کنونشن نمبر 177، ہوم ورک کنونشن 1996 کی پاکستان نے توثیق نہیں کی۔

یہ کنونشن خاص طور پر گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے حقوق پر توجہ دیتا ہے، جس کا مقصد اس غیر محفوظ افرادی قوت کے لیے منصفانہ سلوک، سماجی تحفظ اور کام کے مناسب حالات کو یقینی بنانا ہے۔ یہ گھر پر کام کو ملازمت کی ایک جائز شکل کے طور پر بھی تسلیم کرتا ہے، گھر پر کام کرنے والے ملازمین اور دیگر ملازمین کے درمیان مساوی سلوک کا تعین کرتا ہے، اور متعلقہ فریقین کے درمیان مشاورت اور گفت و شنید کے لیے طریق کار قائم کرتا ہے۔

اگر چہ پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ کو صوبے کے گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے تحفظ کے حوالے سے درست سمت میں ایک اقدام کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، لیکن پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آئی ایل او کے کنونشن نمبر 177 کی توثیق کرے۔ اس سے ملکی قانون سازی اثر انداز ہو سکتی ہے اور یوں ملکی قوانین کو بین الاقوامی قوانین، انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات اور بہترین اصولوں کی مطابقت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

گھر پر کام کرنے والی خواتین ملازمین

یو این ویمن کی 2020 کی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں گھر پر کام کرنے والے 2 کروڑ ملازمین میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ خواتین ہیں۔ بہت سی خواتین گھریلو کام میں مشغول رہتی ہیں کیونکہ اس سے انہیں گھر چھوڑے بغیر کام کرنے کا موقع ملتا ہے، چونکہ ثقافتی، مذہبی اور سماجی دباؤ کی وجہ سے بہت سی خواتین سے یہی توقع کی جاتی ہے۔ بہت سے دوسرے عوامل بھی ہیں جو مردوں کے مقابلے خواتین کو گھر پر کام کرنے پر زیادہ مجبور کرتے ہیں، جیسے کہ کام کی جگہ پر پہنچنے کے لیے نقل و حمل کے محدود ذرائع، پبلک ٹرانسپورٹ اور عوامی مقامات پر ہراسانی، اور خواتین کا مردوں کے مقابلے میں سستی مزدوری فراہم کرنا۔ تعلیم، مواقع، مہارت، علم، اور نگہداشت صحت تک رسائی اور دیگر حفاظتی

پاکستان آئی ایل او کا رکن ہے اور اس نے مزدوروں کے حقوق سے متعلق آئی ایل او کے کنونشن 36 کی توثیق کر رکھی ہے۔ تاہم، آئی ایل او کے کنونشن نمبر 177، ہوم ورک کنونشن 1996 کی پاکستان نے توثیق نہیں کی۔ یہ کنونشن خاص طور پر گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے حقوق پر توجہ دیتا ہے، جس کا مقصد اس غیر محفوظ افرادی قوت کے لیے منصفانہ سلوک، سماجی تحفظ اور کام کے مناسب حالات کو یقینی بنانا ہے۔ یہ گھر پر کام کو ملازمت کی ایک جائز شکل کے طور پر بھی تسلیم کرتا ہے، گھر پر کام کرنے والے ملازمین اور دیگر ملازمین کے درمیان مساوی سلوک کا تعین کرتا ہے، اور متعلقہ فریقین کے درمیان مشاورت اور گفت و شنید کے لیے طریق کار قائم کرتا ہے۔ اگر چہ پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ کو صوبے کے گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے تحفظ کے حوالے سے درست سمت میں ایک اقدام کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اقدامات کے حوالے سے خواتین کی پہلے سے پسماندہ صورت حال کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

اس تناظر میں، اس ایکٹ میں خاص طور پر کوئی ٹھوس کارروائی متعارف نہیں کرایا گیا ہے جیسے کہ گھریلو خواتین کو ہنر فراہم کرنے، اضافی مدد، سبسڈی یا تربیت اور سماجی تحفظ کی فراہمی کی شکل میں اضافی مدد کی فراہمی، جو گھر پر کام کرنے والی خواتین ملازمین کو گھر پر کام کرنے والے مرد ملازمین کے برابر لا سکے۔

صنف اور افرادی قوت کے درمیان تعلق کو تسلیم کرتے ہوئے، بین الاقوامی قانون گھر پر کام کرنے والی خواتین کو درپیش مخصوص چیلنجوں سے نمٹنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے جیسے علم کی کمی اور سرکاری مالیاتی اسکیموں تک رسائی، قرضے، پیشہ ورانہ نگہداشت صحت، اجرت طے کرنے کی مہارت اور سماجی تحفظ اور کام کے اچھے حالات تک ان کی رسائی کو یقینی بنانا۔ تاہم، پنجاب ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ ایسی کوئی انتظام نہیں کرتا جو اس شعبے میں خواتین کی اکثریت ہونے کے باوجود خواتین کو خصوصی طور پر تحفظ فراہم کرتا ہو۔

سفارشات

- 'معذوری' کی تعریف پر نظر ثانی کی جانی چاہیے تا کہ عارضی نقصان یا گھر میں کام کرنے والے کی کمائی کی صلاحیت کو پہنچنے والے نقصان کو شامل کیا جا سکے کیونکہ یہ مستقل نقصان سے کہیں زیادہ عام واقعہ ہے۔ اس سے گھریلو ملازمین کو معذوری پنشن تک بھی رسائی حاصل ہو جائے گی۔
- سیکشن 2(m) کے تحت 'گھر' کی تعریف میں گھریلو ملازمین کی عارضی یا مستقل رہائش کی جگہ کا تعین کیا گیا ہے جہاں وہ اپنے خاندان کے ساتھ رہتے ہیں۔ تاہم، 'اس کے خاندان کے ساتھ' کے جملے کو ہٹا دیا جانا چاہیے تا کہ گھر پر کام کرنے والے ملازمین کو شامل کیا جا سکے جو گھر پر کام کرنے کے دوران اپنے خاندان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔
- گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے لیے مخصوص فنڈ فوری بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ پنجاب حکومت کو فنڈ کو فعال بنانے کے لیے مطلوبہ بجٹ مختص کرنا چاہیے۔
- حکومت کو یقینی بنانا چاہیے کہ ضلعی نگران کمیٹیوں کو مکمل طور پر فعال بنایا جائے یا آجروں اور گھریلو ملازمین کے درمیان تنازعات کے مناسب ازالے کے لیے قواعد کے تحت متبادل فورمز تشکیل دیے جائیں۔
- ایکٹ کے حوالے سے انضباطی فریم ورک مکمل طور پر قائم نہیں ہوا اور اس کا زیادہ تر انحصار ان قواعد و ضوابط پر ہے جو ابھی منظور ہونا باقی ہیں۔ لہٰذا، اس ایکٹ کو نافذ کرنے اور بغیر کسی تاخیر کے گھر پر کام کرنے والے ملازمین کے حقوق کی ضمانت دینے کے لیے ایکٹ کے تحت تجویز کیے گئے قواعد و ضوابط کو جلد از جلد نافذ کیا جائے۔
- پاکستان کو بین الاقوامی معیارات اور پروٹوکول کے مطابق ملک بھر میں گھریلو ملازمین کے تحفظات اور فلاح و بہبود کی ضمانت دینے کے لیے آئی ایل او کنونشن نمبر 177 کی توثیق کرنی چاہیے۔
- خواتین ہوم بیسڈ ورکرز کے تحفظ کے لیے خصوصی انتظامات جیسے کہ خواتین کی مزدوری کے استحصال کی جانچ پڑتال، خواتین ہوم بیسڈ ورکرز کو ہنر اور علم فراہم کرنے کے مواقع، گھروں میں خواتین کی طرف سے انجام دیے جانے والے بلا معاوضہ دیکھ بھال کے کام کو مد نظر رکھنا، جنسی، تولیدی اور صحت کی دیگر سہولیات تک رسائی کو ایکٹ میں شامل کر کے صنفی مساوات کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔

جانیے: افغان مہاجرین اور پاکستان میں پناہ گزینوں کے قوانین بارے

سولہ دسمبر 2023 تک 4 لاکھ 71 ہزار سے زیادہ افغان پناہ گزین پاکستان سے واپس جا چکے تھے

حکومتِ پاکستان نے 'غیر قانونی' طور پر مقیم تارکین وطن کو ملک چھوڑنے کا حکم دے رکھا ہے۔ 26 ستمبر کو ایسے لوگوں کے لیے یکم نومبر تک رضا کارانہ واپسی کی مہلت جاری کرتے ہوئے اعلان کیا گیا تھا کہ مقررہ مدت میں واپس نہ جانے والوں کو ملک بدر کر دیا جائے گا اور اکتیس دسمبر کے بعد انہیں 100 ڈالر ماہانہ جرمانے کا بھی سامنا ہوگا۔

پاکستان کی وزارت داخلہ نے 'غیر قانونی' غیر ملکیوں کی موجودگی سے لاحق سلامتی کے مسائل اور معاشی نقصان کو اس کی فیصلے کی وجہ بتایا ہے۔ اس اقدام سے متاثر ہونے والوں میں بڑی اکثریت افغان شہریوں کی ہے۔ یہ لوگ اپنے ملک میں 44 سال سے جاری جنگوں اور معاشی مسائل کے باعث پناہ گزینوں کی حیثیت سے پاکستان آتے رہے ہیں۔

پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی تاریخ، ملک میں ان کی قانونی حیثیت اور انہیں درپیش موجودہ حالات کے بارے میں 5 حقائق سے آگاہی اہم ہے۔

پناہ گزین کون ہیں؟

جنیوا کنونشن برائے پناہ گزین 1951 کے مطابق کوئی بھی شخص جسے اپنے ملک میں اس کی مذہبی، سیاسی، نسلی یا کسی معاشرتی گروہ سے وابستگی کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور وہ کسی دوسرے ملک نقل مکانی کر جائے تو وہ پناہ گزین قرار دیے جانے کا اہل ہے۔ جرائم میں ملوث افراد اس ذیل میں نہیں آتے۔

کنونشن کے مطابق پناہ گزین کو میزبان ملک میں رہنے، تعلیم کے حصول، کام کرنے، آزادانہ نقل وحرکت، صحت کی سہولیات اور عدالتوں تک رسائی کے حقوق حاصل ہیں۔ میزبان ملک پر لازم ہے کہ وہ نامکمل سفری دستاویزات سے محروم پناہ گزینوں کے خلاف کارروائی نہ کرے اور اگر انہیں اپنے ملک میں جان کا خطرہ ہو تو زبردستی واپس نہ بھیجے۔



افغان پناہ گزینوں کی بڑی تعداد طورخم کے سرحدی راستے سے واپس جا رہی ہے



اکتیس دسمبر کے بعد ملک میں غیر قانونی طور پر مقیم افغانوں کو ماہانہ 100 ڈالر جرمانہ ہوگا

تاہم پناہ گزینوں کی جانب سے میزبان ملک کے قوانین کی سنگین خلاف ورزی اور امن وامان خراب کرنے کی صورت میں میزبان ملک ان سے پناہ گزین کا درجہ واپس لے سکتا ہے۔

پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی تاریخ

پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی آمد 1979 میں افغانستان پر سوویت یونین کے حملے کے بعد شروع ہوئی۔ امدادی امور کے لیے اقوام متحدہ کے دفتر (اوچا) کے مطابق 1981 تک ان کی تعداد 20 لاکھ اور 1990 تک 32 لاکھ ہو چکی تھی۔ سوویت یونین کی واپسی کے بعد 1990 کی دہائی میں افغانستان کی خانہ جنگی کے دوران بھی پناہ گزین پاکستان آتے رہے۔

2001 میں افغانستان پر امریکی حملے کے بعد پاکستان کا رخ کرنے والے افغانوں کی مجموعی تعداد 50 لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔

2002 میں طالبان کی پہلی حکومت کے خاتمے کے بعد تقریباً 15 لاکھ افغانوں کی واپسی ہوئی اور 2012 تک یہ تعداد 27 لاکھ تک جا پہنچی۔ آئندہ دس برس میں وقتاً فوقتاً مزید افغان شہری اپنے ملک واپس جاتے رہے۔ 2021 میں افغانستان پر طالبان کی حکومت دوبارہ قائم ہونے کے بعد تقریباً 7 لاکھ افغانوں نے ایک مرتبہ پھر پاکستان میں پناہ لی۔

پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے (یو این ایچ سی آر) کے مطابق ستمبر 2023 تک پاکستان میں تقریباً 31 لاکھ افغان شہری مقیم تھے۔

2002 میں طالبان کی پہلی حکومت کے خاتمے کے بعد تقریباً 15 لاکھ افغانوں کی واپسی ہوئی اور 2012 تک یہ تعداد 27 لاکھ تک جا پہنچی۔ آئندہ دس برس میں وقتاً فوقتاً مزید افغان شہری اپنے ملک واپس جاتے رہے۔

افغان شہریوں کی قانونی حیثیت

2006 سے پہلے افغان پناہ گزینوں کو پاکستان میں رہنے کے لیے کسی قانونی شناختی دستاویز کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ 1980 کی دہائی میں انہیں حکومت کی جانب سے ایک پاس بک (شناخت نامہ) جاری کی جاتی تھی اور وہی ان کی واحد شناخت تھی۔

2005 میں 'یو این ایچ سی آر' کے تعاون سے پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی تفصیلی مردم شماری کروانے کے بعد انہیں رجسٹرڈ کیا گیا۔ رجسٹریشن کروانے والوں کو اس کے ثبوت پر مبنی کارڈ جاری کیے گئے جنہیں 'پروف آف رجسٹریشن' (پی او آر) کارڈ کہا جاتا ہے۔ ستمبر 2023 سے پہلے ملک میں 'پی او آر کارڈ' کے حامل لوگوں کی تعداد تقریباً 13 لاکھ 33 ہزار تھی۔ اس کارڈ کی مدت 31 دسمبر 2023 کو ختم ہو رہی ہے۔

اگست 2017 میں پاکستان نے افغان شہریت کے حامل ایسے تارکین وطن/ پناہ گزینوں کو 'افغان سٹیزن کارڈ' (اے سی سی) جاری کرنے کا آغاز کیا جن کے پاس 'پی او آر' کارڈ نہیں تھا۔ 'یو این ایچ سی آر' کے مطابق جنوری 2022 تک پاکستان میں 'اے سی سی' کارڈ کے حامل افغان شہریوں کی تعداد تقریباً 8 لاکھ 40 ہزار تھی۔ اس کارڈ کی بدولت غیر رجسٹرڈ افغانوں کو پاکستان میں قیام کی سہولت ملی اور ملک بدری، حراست اور قید سے تحفظ حاصل ہوا۔

اگست 2021 میں افغانستان پر طالبان کی حکومت قائم ہونے کے بعد تقریباً 7 لاکھ افغان پناہ گزین پاکستان آئے۔ تاہم حکومت نے ان لوگوں کو رجسٹرڈ نہیں کیا۔ ان کے علاوہ کئی سال سے تقریباً 2 لاکھ ایسے افغان بھی پاکستان میں مقیم تھے جن کے پاس کوئی شناختی دستاویز نہیں ہے۔

پناہ گزینوں کے حقوق اور پاکستان

کسی فرد کو پناہ گزین کا درجہ دینے، میزبان ملک میں اس کے حقوق اور پناہ گزینوں سے متعلق اس ملک کے فرائض کی وضاحت 1951 کے جنیوا کنونشن اور 1967 کے پروٹوکول یا پناہ گزینوں سے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشن کے ذریعے ہوتی ہے۔

اس کنونشن کے تحت کوئی بھی ملک اپنی سرحد میں داخل ہونے والے کسی بھی غیر ملکی کو پناہ گزین قرار دینے یا نہ دینے کا مجاز ہے۔ اس وقت دنیا میں 149 ممالک دونوں یا کسی ایک کنونشن کا حصہ ہیں۔



پاکستان قوانین پناہ گزینوں کو ان کی رضامندی کے خلاف ملک بدر کیے جانے کے خلاف مؤثر نہیں


ستمبر 2023 تک پاکستان میں رہنے والے افغان شہریوں کی تعداد 31 لاکھ تھی

پاکستان نے اس کنونشن یا پروٹوکول پر دستخط نہیں کیے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پناہ گزینوں کو ان کی رضامندی کے خلاف ایسی جگہ واپس نہ بھیجنے کا قانونی طور پر پابند نہیں جہاں ان کی آزادی اور زندگی کو خطرات لاحق ہوں۔

پاکستان میں دہری شہریت کا قانون بھی نہیں ہے، اسی لیے ملک میں کئی دہائیوں سے مقیم افغانوں کو بھی ملک کی شہریت نہیں مل سکتی۔ علاوہ ازیں پاکستان میں افغان مہاجرین/ پناہ گزینوں کے لیے کبھی کوئی طویل مدتی پالیسی یا منصوبہ بھی نہیں بنایا گیا جس کی وجہ سے ملک میں ان کی قانونی حیثیت پر ہمیشہ سوالیہ نشان رہا ہے۔

غیر ملکی شہریوں کے بارے میں پاکستان کا قانون حکام کو ایسے لوگوں کو حراست میں لینے، قید میں ڈالنے اور ملک بدر کرنے کا اختیار دیتا ہے جو ضروری دستاویزات کے بغیر ملک میں مقیم ہوں۔

پناہ گزینوں کی واپسی اور موجودہ صورت حال

'یو این ایچ سی آر' اور عالمی ادارہ برائے مہاجرت (آئی او ایم) کے مطابق ستمبر 2023 سے 16 دسمبر تک 4 لاکھ 71 ہزار سے زیادہ افغان شہری اپنے ملک واپس جا چکے تھے۔ ان میں 95 فیصد تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو غیر قانونی طور پر ملک میں مقیم تھے۔ دیگر میں 4 فیصد تعداد پی او آر کارڈ کے حامل افغانوں کی ہے اور ایک فیصد ایسے ہیں جن کے پاس 'اے سی سی' کارڈ تھا۔

حکومتِ پاکستان نے اعلان کر رکھا ہے کہ 31 دسمبر کے بعد 'پی او آر' کارڈ کی مدت میں مزید توسیع نہیں کی جائے گی۔ اس تاریخ کے بعد ملک میں غیر قانونی طور پر مقیم لوگوں کو ماہانہ 100 ڈالر جرمانہ ہوگا۔ 'یو این ایچ سی آر' نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ ان لوگوں کی ملک واپسی میں یکم جنوری 2024 کے بعد کم از کم ایک سال کی مزید توسیع کرے۔

حکومت نے کسی تیسرے ملک کو جانے والے افغان پناہ گزینوں کو 28 فروری 2024 تک ملک میں قیام کی اجازت دے دی ہے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ جلیل عباس جیلانی کہہ چکے ہیں کہ جن افغان پناہ گزینوں کے پاس اے سی سی کارڈ یا ملک میں قانونی قیام سے متعلق دستاویزات موجود ہیں انہیں پاکستان سے بے دخل نہیں کیا جا رہا۔ تاہم یہ واضح نہیں کہ ایسے لوگوں کے بارے میں آئندہ کون سی پالیسی اختیار کی جائے گی۔ (بشکریہ یو این نیوز)

سندھ میں چائلڈ میرج قوانین غیر فعال، کم عمری کی شادیاں جاری

ساگر سہندڑو

سندھ حکومت کے کسی بھی ادارے کے پاس چائلڈ میرج سے متعلق کوئی مستند ڈیٹا دستیاب نہیں ہے

سندھ میں چائلڈ میرج یعنی کم عمری کی شادی کو روکنے کے لیے اگرچہ صوبائی حکومت نے ایک دہائی قبل ہی قانون بنا دیا تھا لیکن حقیقی معنوں میں آج بھی اس پر عمل درآمد نہیں ہو پا رہا۔

سندھ حکومت کے کسی بھی ادارے کے پاس چائلڈ میرج سے متعلق کوئی مستند ڈیٹا دستیاب نہیں ہے اور نہ ہی قانون کے مطابق کسی ایک ادارے کو کم عمری کی شادی رکوانے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

قانون کے مطابق ضلعی ماتحت عدالتوں، پولیس اور مانیٹرنگ کمیٹیوں کو کم عمری کی شادیاں روکنے میں کردار ادا کرنا تھا لیکن یہ تمام سندھ میں چائلڈ میرج کو روکنے میں ناکام دکھائی دیتے ہیں۔

معروف وکیل اور انسانی حقوق کے کارکن عدنان کھتری کا کہنا ہے کہ سندھ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ (Sindh marriage restraint act 2023) پر عمل درآمد نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں کسی ایک ادارے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا۔

انہوں نے نشاندہی کی کہ قانون میں اگرچہ بتایا گیا ہے کہ چائلڈ میرج کے شکار بچوں کے تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کے لیے سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی (ایس سی پی اے) بنائی جائے گی اور اسے وزارت خواتین و بہبود آبادی کے تحت رکھنے کا کہا گیا ہے لیکن چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی دراصل وزارت سوشل ویلفیئر کے تحت چل رہی ہے، جس وجہ سے قانون پر من و عن سے عمل نہیں ہو سکا۔

عدنان کھتری کے مطابق صوبے بھر میں کم عمری کی شادی روکنے کے لیے قانون میں ضلع کی ماتحت عدالتوں اور پولیس کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چائلڈ میرج کا علم ہونے پر مداخلت کر کے بچوں کو بازیاب کروا کر ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔

قانون دان کا کہنا تھا کہ چائلڈ میرج قانون میں اگرچہ صوبائی سطح کے علاوہ ضلعی سطح پر بھی مانیٹرنگ کمیٹیاں بنانے کا کہا گیا ہے لیکن درحقیقت وہ بھی گزشتہ ایک دہائی سے غیر فعال ہیں اور تا حال سندھ میں کم عمری کی شادیوں کو روکا نہیں جا سکا۔

انہوں نے تجویز دی کہ سندھ حکومت چائلڈ میرج کو روکنے کے لیے کوئی خصوصی اتھارٹی، کمیشن یا ذیلی محکمہ بنائے جو پولیس، ضلعی انتظامیہ، قانون دانوں اور ضلعی انسانی حقوق کے کارکنان اور صحافیوں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دے کر کم عمری کی شادی کو روکنے کے لیے کردار ادا کرے۔





قانون کے مطابق سندھ میں 18 سال سے پہلے شادی نہیں کی جاسکتی

سندھ اسمبلی نے سندھ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2013 کو جون 2014 میں منظور کیا تھا اور صوبائی حکومت نے اس کے رولز کو دو سال کی تاخیر سے 2016 میں جاری کیا تھا۔

سندھ حکومت نے قیام پاکستان سے قبل انگریز دور میں بنائے گئے چائلڈ میریج ریسٹرینٹ ایکٹ 1929 میں ترامیم کر کے اور اس کا نام تبدیل کر کے نیا قانون منظور کروایا تھا۔

انگریز دور کے قانون میں کم عمری کی شادی کروانے والے ذمہ داروں کو انتہائی کم سزائیں شامل تھیں، جنہیں سندھ میں بنائے گئے قانون میں قدرے سخت کیا گیا تھا۔

چائلڈ میرج ایکٹ کے قواعد و ضوابط وزارت خواتین و بہبود آبادی کی جانب سے جاری کیے گئے تھے کیوں کہ کم عمری کی شادی کو روکنے کے لیے اقدامات اٹھانے کی ذمہ داری مذکورہ وزارت پر ڈالی گئی تھی۔

کم عمری کی شادی کو روکنے کیلیے قواعد و ضوابط بنائے جانے کے دو سال بعد 2018 میں پہلی بار چائلڈ میرج مانیٹرنگ کمیٹیاں بنائی گئیں اور صوبائی کمیٹی کے چیئرمین کی ذمہ داری ویمن ڈپارٹمنٹ کے سیکریٹری کو سونپی گئی، اس میں پولیس، سوشل ویلفیئر اور وزارت قانون سمیت دیگر وزارتوں اور محکموں کے سیکریٹریز یا ڈائریکٹر جنرلز (ڈی جیز) بھی شامل تھے۔

صوبائی کمیٹی کے علاوہ سندھ کے مختلف اضلاع میں متعلقہ ڈپٹی کمشنرز (ڈی سیز) کی سربراہی میں بھی ضلعی مانیٹرنگ کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں اور تمام کمیٹیوں میں صحافیوں، وکلا اور انسانی حقوق کے رہنماؤں کو بھی شامل کیا گیا تھا۔

چائلڈ میرج ایکٹ کے رولز کے تحت حکومت سندھ کو کم عمری میں شادی کی کوشش کے دوران بازیاب کرائے جانے والے بچوں کی حفاظت اور رہائش کے لیے چائلڈ پروٹیکشن سینٹرز بھی قائم کرنے تھے جو کہ حکومت کو بچوں کی حفاظت کے لیے موجود دوسرے قوانین کے تحت بھی بنانے تھے اور انہیں چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی کے تحت چلایا جا رہا ہے۔

سندھ چائلڈ میریج ریسٹرینٹ ایکٹ 2013 میں بچوں کی تشریح 18 سال سے کم عمر کے ہر فرد کے طور پر کی گئی ہے اور قانون میں کہا گیا ہے کہ شادی کے لیے لڑکے اور لڑکی کی کم سے کم عمر 18 برس ہوگی اور اس سے کم عمر افراد کو بچے تصور کیا جائے گا اور بچوں کی شادی پر لڑکی اور لڑکے کے والدین اور سرپرستوں کو تین سال تک قید اور 50 ہزار روپے تک جرمانہ، دونوں میں سے کوئی ایک سزا یا پھر دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

قانون کے تحت ضلعی عدالتوں کو چائلڈ میرج کے واقعات کا از خود نوٹس لینے اور اس پر قانونی کارروائی کے اختیارات دیے حاصل ہوں گے جب کہ کوئی بھی شخص عدالتوں میں بھی کم عمر بچوں کی شادی رکوانے کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ ڈان)

اسی طرح پولیس کو بھی چائلڈ میرج روکنے کے اختیارات دیے گئے ہیں اور وہ بھی ایسے واقعات سامنے آنے کے بعد قانون کے تحت کارروائی کر کے بچوں کی شادیاں کروانے والے تمام افراد کو حراست میں لینے سمیت بچوں کو بھی اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔

قانون میں کم عمری کی شادی کروانے والے ملزمان کے اقدام کو ناقابل ضمانت قرار دیا گیا ہے، یعنی ان کی ضمانت نہیں ہوسکے گی لیکن اب تک کے سامنے آنے والے کیسز کا جائزہ لیا جائے تو حالات اس کے برعکس ہیں۔

سندھ کے نگران وزیر قانون عمر سومرو بھی حال ہی میں اس بات پر تشویش کا اظہار کر چکے ہیں کہ صوبے میں چائلڈ میرج قوانین پر عمل نہیں ہو رہا اور کسی بھی ادارے کے پاس چائلڈ میرج سے متعلق کوئی مستند ڈیٹا اور معلومات دستیاب نہیں۔

سندھ میں چائلڈ میرج قوانین پر عمل درآمد نہ ہونے کے معاملے پر حال ہی میں سندھ ہیومن رائٹس کمیشن (ایس ایچ آر سی) اور لیگل ایڈ سوسائٹی کی جانب سے کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں خطاب کرتے ہوئے نگران وزیر قانون و انسانی حقوق عمر سومرو نے اعتراف کیا کہ صوبے میں چائلڈ میرج پر پابندی کا قانون موجود ہونے کے باوجود سندھ بھر میں 18 سال سے کم عمر بچوں کی شادیاں جاری ہیں۔

وزیر قانون و انسانی حقوق کا کہنا تھا کہ اسلام پہلا مذہب ہے جو شادی کو ایک قانونی حیثیت دیتا ہے، کم عمری کی شادیوں کو روکنے کے لیے اسکول، کالجز اور مدارس میں بھی آگاہی مہم چلانے کی ضرورت ہے۔

وزیر انسانی حقوق کا کہنا تھا کہ مذہبی انتہا پسندی کی وجہ سے بھی اس قانون پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا، کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو بھی ساتھ لے کر چلنا پڑے گا، اس کے بغیر ہم اس قانون پر عمل نہیں کروا سکتے اگرچہ فیڈرل شریعت کورٹ کے تحت بھی کم عمری کی شادیوں پر پابندی ہے۔

وزیر قانون کی طرح سندھ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھنے والے سینیئر قانون منظور کھوسو کا بھی یہی خیال ہے کہ چائلڈ میرج قانون پر عمل درآمد کا تعلق صرف قانون سازی سے نہیں ہے بلکہ اس کے لیے بڑے پیمانے پر اداروں اور افراد میں بھی تبدیلیاں لانی پڑیں گی۔

ان کے مطابق قانون سے بچنے کے لیے دیہی علاقوں سمیت شہری علاقوں میں مذہبی احکامات اور ان پر عمل کا کہہ کر کم عمری کی شادیاں کرائے جانے کا سلسلہ جوں کا توں جاری ہے اور زیادہ تر کیسز میں پولیس، ماتحت عدالتیں اور ضلعی انتظامیہ کوئی مداخلت نہیں کرتی۔



کم عمر بچوں کی شادی پر والدین سمیت سرپرستوں کو سزا دیے جانے کا قانون موجود ہے

منظور کھوسو نے تجویز دی کہ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ کے مطابق مولویوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ نکاح کے وقت دلہا اور دلہن کا شناختی کارڈ دیکھے اور نکاح نامے میں ان کا اندراج کیے بغیر نکاح نہ کروائے، دوسری صورت میں اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

منظور کھوسو کی بات سے ویمن ڈیولپمنٹ کے ڈپٹی ڈائریکٹر (ڈی ڈی) ولی محمد قریشی نے بھی اتفاق کیا اور کہا کہ نکاح خواں سمیت شادیاں رجسٹرڈ کرنے والے تمام افراد کو تربیت دی جانی چاہیے، انہیں اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کا شناختی کارڈ دیکھے بغیر اور ان کی عمر 18 سال سے کم ہونے پر ان کی شادیاں رجسٹرڈ نہ کریں۔

ولی محمد قریشی نے اس بات سے بھی اتفاق کیا کہ کم عمری کی شادیوں کو روکنے میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہب ہے، کیوں کہ عام افراد کا بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ لڑکی کو پہلی ماہواری آنے کے بعد اس کی شادی کروادینی چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ ماحولیاتی اور غذائی تبدیلی کے باعث اب بچیوں کو 11 سے 12 سال کی عمر میں بھی ماہواری آسکتی ہے اور ایسے میں خصوصی طور پر دیہات اور غریب طبقے کے افراد اپنے بچیوں کی شادی جلد سے جلد کروانے کا سوچتے ہیں۔

چائلڈ میرج ایکٹ 2013 پر عمل درآمد نہ ہونے کے سوال پر انہوں نے بتایا کہ اب ان کی وزارت مذکورہ قانون کو نہیں دیکھ رہی، اب مذکورہ معاملہ سوشل ویلفیئر کے پاس چلا گیا ہے لیکن انہوں نے اعتراف کیا کہ کم عمری کی شادیوں کو روکنے کے قوانین پر منظم انداز میں عمل نہیں ہو رہا۔

چائلڈ میرج ایکٹ قانون پر عمل درآمد کیوں نہیں ہو رہا؟ سے متعلق جب سوشل ویلفیئر کے تحت چلنے والی چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی کے ڈائریکٹر مانیٹرنگ امداد چنا سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ایسا نہیں ہے کہ قانون پر عمل درآمد کا کام رک گیا، البتہ سست ضرور ہوا ہے۔

امداد چنا کا کہنا تھا کہ چائلڈ میرج کو روکنے کی ذمہ داری حال ہی میں ان کی وزارت کو منتقل ہوئی ہے اور ابھی تک ان کی وزارت نے اس کے نئے رولز بھی نہیں بنائے۔

انہوں نے بتایا کہ رولز تقریباً تیار ہو چکے ہیں، ان کی منظوری کے بعد چائلڈ میرج کو روکنے کے لیے خصوصی اقدامات کیے جائیں گے لیکن اس عمل میں مزید کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ مانیٹرنگ کمیٹیوں کے حوالے سے پوچھے گئے سوال پر امداد چنا نے بتایا کہ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی کی مانیٹرنگ کمیٹیاں پہلے سے ہی بنی ہوئی تھی جو کہ متعلقہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کی سربراہی میں کام کر رہی تھیں، جن کا کام بچوں کے استحصال، چائلڈ لیبر اور چائلڈ میریج کو روکنا تھا جب کہ چائلڈ میرج کی کمیٹیاں پہلے وزارت خواتین و بہبود آبادی نے بنائی تھیں جو اب تقریباً غیر فعال ہو چکی ہیں لیکن نئے ضوابط بننے کے بعد ان کی دوبارہ تشکیل کی جائے گی۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی نے پولیس اور عدالتوں سمیت ضلعی انتظامیہ کی مدد سے چائلڈ میرج کے متعدد کیسز ناکام بنائے اور بچوں کو اپنی تحویل میں لے کر ان کی زندگی بچائی۔

خواتین پر تشدد اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے حکومت سندھ کی جانب سے متعارف کرائی گئی ہیلپ لائن 1094 کی انچارج تہمینہ کے مطابق انہوں نے مختلف اضلاع سے چائلڈ میرج کی شکایات کی کالز موصول ہونے پر پولیس اور مقامی انتظامیہ کی مدد سے متعدد بچوں کی کم عمری کی شادیاں رکوا کر ان کی زندگی محفوظ بنائی۔

تہمینہ کا کہنا تھا کہ زیادہ تر لوگوں کو علم ہی نہیں کہ جب کسی کی کم عمری کی شادی ہو رہی ہو تو اس کی شکایت کہاں کرنی ہے اور ایسی شکایت کیوں کرنی چاہیے؟

ان کے مطابق عام افراد شادی کو اچھا عمل سمجھتے ہیں، اس لیے وہ بچوں کی شادی کو بھی قبول کرتے ہیں اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ شادیاں خاندان اور بچوں کے والدین کی مرضی سے ہو رہی ہیں تو ان کی شکایت کیوں اور کس سے کی جائے؟

انہوں نے بھی اس بات پر زور دیا کہ کم عمری کی شادیوں کو رکوانے کے لیے بڑے پیمانے پر مہم چلانے اور لوگوں کو تربیت دینے کی ضرورت ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

قلم آزاد

ترتیب وادارت: ادریس بابر

عشرہ/تماش بین

یہ نوحہ گر ہیں درد مند؟ نوحہ گر تو ہیں سبھی
کٹے ہوئے سروں پہ، سرخ اور گرم لہو پر
کٹی پھٹی، گلی سڑی، جلی تمام لاشوں پر
جہان دیدہ رہنماؤں کے عجب تماشوں پر
جہادیوں کی روحوں پر پڑے ہوئے طمانچوں پر
ہاں نوحہ گر ہیں درد مند، نوحہ گر تو ہیں سبھی
سپیکروں میں ریلیوں میں، فیس بک کی پوسٹوں،
خبر، سفر یا گھر میں، محفلوں میں، دفتروں میں بھی
عجیب امتی ہیں، پاک دیس کے مکین سب
یہ نکتہ چین ہی نہیں، یہ ہیں تماش بین سب

(سعدیہ سویرا)

"بازگشت"

یہ دور پہلے بھی گزرا ہے میری گلیوں سے
وہی ہے رسمِ ستم اور وہی عدالت بھی
جو غاصبوں کو حکومت کے گُر سکھاتی ہے
وہی ہے دشتِ الم اور یہ موجِ ریگِ رواں
مسافروں کا لہو آج تک بہاتی ہے
غریبِ شہر کی خاطر وہی نصیحت ہے
کہ ظلم سہتے رہو اور دعا کیے جاؤ
وہی ہے اذنِ ستم اہلِ جبر کے حق میں
کہ جو دیا بھی جلے، لاپتہ کیے جاؤ
جو تیغ سینۂ صد چاک پر رواں تھی کبھی
اسی کی دھار کو پھر تیزتر بنایا گیا
کہ جس سے چہرۂ گُل پر نکھار آنا تھا
وہ خون دامن شمشیر پر بہایا گیا
وہی حکایتِ اُلفت زبانِ شہر پہ ہے
جو میرے زخمِ گزشتہ کی ذمہ دار بھی ہے
وہ ہاتھ جس پہ لہو ہے میرے گلابوں کا
وہی چمن کی حفاظت کا دعویدار بھی ہے
یہ دور پہلے بھی گزرا ہے میری گلیوں سے

(علی قائم نقوی)

آقا کے دفتر میں آخری دن

دست بستہ غلام حاضر ہیں
دُم بچھائے تو نقشہ پھیلائے
کس قدر کام آج باقی ہیں۔۔۔
وہ پلازوں کی فائلیں رکھ لیں؟
اور یورپ کے کچھ فلیٹ بھی تھے!!
اور چھ سات تحفتاً رولیکس
یہ بھی، وہ بھی، وہاں بھی رکھی تھیں۔۔۔
ڈھونڈ لاؤ جہاں بھی رکھی تھیں۔۔۔
اور آقا یہ کار؟ حکم کریں!!
یہ کوئی پوچھنے کی باتیں ہیں!!!؟
اور مربّے کہاں ہیں دیکھو تو۔۔۔۔
اوہ۔۔ مربعے حضور پوچھتے ہیں۔۔
یہ رہے انتقال آپ کے نام۔۔
وقت تھوڑا ہے کام باقی ہیں
ایسی عجلت میں، جاتے جاتے میں
آخری دستخط بھی کرنا ہے۔۔۔
اک پلاٹ اور میرے کھاتے میں۔

(منظراعجاز)

غلام کا دفتر میں آخری دن

یہ کتابیں یہ پنسلیں میری
ایک مدت مری رفیق رہیں
ان کو رکھ لوں اگر اجازت ہو۔۔۔
یوں تو بے کار ہیں مگر پھر بھی
کارِ سرکار میں خلل ہی نہ ہو۔
اور یہ چائے کا پرانا مگ
یہ مرے صبح و شام کا ساتھی
یہ نہ ہو گا تو کیسے ہو گی صبح
یہ نہ ہو گا تو شام کیوں ہو گی
یہ میں لے لوں جو آپ حکم کریں۔۔۔
ٹوٹ جاتا تو ہو بھی سکتا تھا
پر جو حالات ہیں خزانے کے
آپ سے کیا چھپا ہے جانتے ہیں۔۔۔
میری پینشن ہی جلد مل جائے
تو نوازش حضور کی ہو گی
عرضی دے جایئے تو دیکھتے ہیں
اور بھی عرضیاں شمار میں ہیں
سالہا سال سے قطار میں ہیں۔۔۔
اچھا چلتا ہوں۔۔۔
ہاں اجازت ہے
نئے خادم!
پرانے خادم کو
گیٹ کے پار چھوڑ آؤ تو
بلکہ رہنے دو۔ خود ہی جائے گا یہ
تم نئے کپ میں چائے لاؤ تو۔۔۔

(منظراعجاز)

رات

رات ہی رات ہے
مطلعِ سبز سے مقطعِ سرخ تک
رات ہی رات ہے
رات کالے ارادوں کے ساتھ آئی ہے
سارے داغوں چراغوں سے آسودہ کرنے
دل و دامنِ شش جہات آئی ہے
رات کی فکر میں
ہستیِ ناتواں
کیسے خوں خوار خدشوں کے ہاتھ آئی ہے
رات کے ذکر میں
چشمِ تہذیب کو
خیرہ کرتے اجالوں کی بات آئی ہے
کیسا اندھیر ہے
روشنی کا حوالہ بھی اب
آگہی کا الٹ پھیر ہے
کوئی سچی خبر
کوئی روشن سحر
از کراں تا کراں سیلِ ظلمات ہے
رات ہی رات ہے

(شہاب صفدر)

بدامنی و رہزنی کی وارداتوں میں اضافہ

نوشہروفیروز نوشہروفیروز تھاروشاہ لنک روڈ پر مسلح افراد نے موٹرسائیکل چھیننے کے دوران مزاحمت پر سینئر صحافی بلال قریشی کے نوجوان بھتیجے کو گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ ڈاکو موٹرسائیکل، موبائل، نقدی چھین کر فرار۔ ورثاء کا بڑھتی بدامنی پر احتجاج اور ملزمان کی گرفتاری کا مطالبہ۔تفصیلات کے مطابق تھاروشاہ لنک روڈ پر تھاروشاہ کے سینئر صحافی بلال قریشی کے نوجوان بھتیجے حسنین ولد نور محمد قریشی سے نامعلوم مسلح افراد نے مبینہ طور پر اسلحہ کے زور پر موٹرسائیکل چھیننے کی کوشش کی۔تاہم، حسنین کی مزاحمت پر اسے گولیاں مار کر قتل کر دیا اور موٹرسائیکل، نقدی، اور موبائل فون چھین کر فرار ہو گئے۔ واقعے کی اطلاع پر پولیس نے پہنچ کر لاش کو اسپتال منتقل کر دیا اور بعد ازاں ضروری کاروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی۔مقتول کے ورثاء نے بڑھتی بدامنی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا اور کہا کہ ان کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ جرائم پیشہ عناصر کھلے عام پھر رہے ہیں۔عوام کی جان و مال محفوظ نہیں، لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں۔انہوں نے آئی جی سندھ، ڈی آئی جی شہید بےنظیر آباد، ایس ایس پی سہائی عزیز سے مطالبہ کیا ہے کہ ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کر کے سزا دی جائے۔ایک دوسرے واقعے میں نواحی علاقہ پڈعیدن کے بھرے بازار میں مسلح افراد نے دوکان پر بیٹھے نوجوان تاجر کو گولی مار کر قتل کر دیا۔واقعہ کے خلاف شہر میں مکمل شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی۔ بڑھتی بدامنی کے خلاف شہریوں نے نصرت کینال پر دھرنا دے کر مرکزی روڈ بلاک کر دیا۔ ایک سال قبل بھی ایک نوجوان کو اسی طرح فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا تھا۔واقعہ کی اطلاع پر ایس ایس پی سہائی عزیز، سی آئی اے انچارج شہاب اکبر کولاچی، ایس ایچ او اقبال وسان سمیت دیگر نے مظاہرین سے مذاکرات کیے اور ملزمان کی گرفتاری کا یقین دلایا جس پر دو گھنٹہ بعد احتجاجی مظاہرہ ختم کر دیا گیا۔

(الطاف حسین قاسمی)

درویش صفت آدمی کا قتل

ٹنڈومحمد خان چند نامعلوم افراد نے ٹنڈو محمد خان کے ایک صوفی منش آدمی غلام قادر کو قتل کر دیا ہے۔ غلام قادر کیم جنوری کی رات کو اپنے گھر سے نکل کر سومرا محلّہ کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں کچھ لوگوں نے انہیں اغوا کر لیا۔ بعد میں زرعی کھیتوں سے ان کی لاش برآمد ہوئی۔ یہ رپورٹ ارسال ہونے تک ملزم گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ علاقے کی سیاسی و سماجی شخصیات نے ملزموں کی جلد از جلد گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے۔

(یعقوب لطیف سومرو)

لاپتہ افراد کی بازیابی کا مطالبہ



نوشکی بلوچ یکجہتی کمیٹی کی اپیل پر بلوچ لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے میر گل خان نصیر پبلک لائبریری سے ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں لاپتہ افراد کے لواحقین سمیت بڑی تعداد میں خواتین، مردوں اور بچوں نے شرکت کی۔ ریلی کے شرکاء نے لاپتہ افراد کی تصاویر اٹھا رکھی تھیں۔ لاپتہ خالد مینگل کے والد محمد بلال مینگل، ماہ نور، سمیع بلوچ کی والدہ، امداد بلوچ اور دیگر لاپتہ افراد کے لواحقین نے خطاب کیا۔مقررین نے کہا کہ " گزشتہ پندرہ بیس سالوں سے ہمارے پیارے لاپتہ ہیں جسکی وجہ سے برسوں سے ہمارے گھروں میں صف ماتم بچھا ہوا ہے۔" مقررین نے کہا ہمارے پیاروں کو منظر عام پر لایا جائے، اگر انہوں نے کوئی جرم کیا ہے تو آئین اور قانون کے مطابق انھیں سزا دی جائے۔ عدالتیں کس مقصد کے حصول کے لیے بنائی گئی ہیں؟انہوں نے مزید کہا کہ وہ اپنے پیاروں کی راہ تک رہے ہیں۔اس سرد موسم میں بھی وہ باہر سوتے ہیں کہ کہیں دروازے کی دستک کی آواز آئے اور وہ سن نہ سکیں۔مقررین نے کہا وہ ریاست سے کچھ نہیں چاہتے ہیں جوان کے وسائل برسوں سے لوٹ رہے ہیں۔ وہ اس ریاست سے کچھ نہیں چاہتے ہیں، صرف ان کے پیارے بازیاب کر دے۔ مقررین نے کہا کہ بالاچ بلوچ کی شہادت کے بعد تین ماہ سے وہ احتجاج کر رہے ہیں۔ تربت اور کوئٹہ میں لاپتہ افراد کے لواحقین نے احتجاج کیا۔ بلوچ یکجہتی کمیٹی کی سربراہ ماہ رنگ بلوچ کی قیادت میں تربت سے کوئٹہ تک لانگ مارچ اور پھر کوئٹہ سے اسلام آباد تک لانگ مارچ کیا گیا، اسلام آباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی دھرنا دیا گیا۔ اسلام آباد پولیس نے دھرنے کے شرکاء پر سرد موسم میں واٹر کینن کا استعمال کیا۔ احتجاجی دھرنے کے شرکاء کو مختلف منفی اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر کے پریشان کرنے کی کوشش کی گئی جو قابل مذمت ہے۔ ایسے منفی اور اوچھے ہتھکنڈوں سے ہماری تحریک کو اور زیادہ عوامی پزیرائی مل رہی ہے۔ ماہ رنگ بلوچ کی مدبرانہ قیادت میں تحریک کو پاکستان اور عالمی سطح پر پذیرائی مل رہی ہے جو ہماری بڑی کامیابی ہے اور آج کی یہ تاریخی ریلی اس کا عملی ثبوت ہے۔مقررین نے کہا کہ ان کے حوصلے بلند ہیں۔ ریاستی ادارے ان کی کامیابی سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ وہ جمال خان رئیسانی کے شکل میں ماہ رنگ بلوچ کے کیمپ کے سامنے راتوں رات کیمپ لگا کر اپنی جگ ہنسائی کر رہے ہیں۔ لاپتہ افراد کی مائیں اور بہنیں جب لاپتہ پیاروں کی روداد سنا رہی تھیں تو ریلی میں موجود بڑی تعداد میں شرکاء آبدیدہ ہو گئے۔مقررین نے کہا کہ بلوچستان اور دیگر صوبوں کے محکوم عوام ماہ رنگ بلوچ کے ہاتھ مضبوط کریں۔ حکمرانوں نے بنگلہ دیش سے سبق نہیں سیکھا ہے، اگر اب بھی کوئی سانحہ رونما ہوا تو اسکی ذمہ داری حکمرانوں پر عائد ہوگی۔

(محمد سعید)

شرپسندوں نے گھر کو آگ لگا دی

خیبر ضلع خیبر کے دورافتادہ علاقہ وادی میں شرپسندوں نے تین منزلہ گھر کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ وادی تیراہ سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق غلام علی کنڈاو کمرخیل میں نامعلوم شرپسندوں نے ریٹائرڈ صوبیدار سرور جان کا تین منزلہ بنگلہ نما گھر نذر آتش کر دیا ہے۔ مقامی ذرائع کے مطابق جس جگہ یہ واقعہ پیش آیا ہے وہاں سے لوگ سیکورٹی فورسز کے آپریشن کی وجہ سے مکانات چھوڑ کر محفوظ جگہ منتقل ہو چکے ہیں۔ واضح رہے کہ جس جگہ یہ واقع ہوا ہے وہاں پر سیکورٹی آپریشن جاری ہے۔ علاقائی مشران نے تمام متعلقہ حکام سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ تیراہ غلام علی کنڈاو میں ریٹائرڈ صوبیدار کے گھر جلانے کے واقعے کا نوٹس لیا جائے۔

(مسعود شاہ)

جبری مشقت سے رہائی

عمرکوٹ،سانگھڑ 5 جنوری 2024 کو سیشن کورٹ عمرکوٹ کے حکم پر کنری پولیس نے گوٹھ میمن کنری میں زمیندار فضل اکرم آرائیں کی زرعی زمین پر چھاپہ مار کر جبری مشقت کے شکار ایک خاندان کے 06 ہاری افراد نہال چند، کھیمی، کیلاش، کستوری، کشور اور نریش کو بازیاب کیا ہے۔ پہلاج کولہی کی طرف سے عدالت میں دی گئی درخواست پر انہیں بازیاب کرایا گیا۔ عدالت نے بازیاب ہونے والے تمام ہاریوں کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق آزاد زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔ اسی طرح، کھپرو عدالت کے حکم پر کھپرو پولیس نے اینٹوں کے بھٹے پر چھاپہ مار کر وہاں جبری مشقت کے لئے قید بچوں، اور عورتوں سمیت 24 مزدور بازیاب کیے ہیں۔ درخواست گزار مولچند اوڈ نے الزام لگایا کہ بھٹہ مالکان ان پر تشدد کرتے اور عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرتے تھے۔ تفصیل کے مطابق کھپرو کے نواحی گاؤں مورھڈی میں یاسین کے اینٹوں کے بھٹہ پر کھپرو پولیس نے عدالت کے حکم پر چھاپہ مار کر وہاں پر مبینہ طور پر قید 7 عورتوں بچوں سمیت 24 مزدور بازیاب کرا لئے۔ بازیاب ہونے والے مزدوروں نے الزام لگایا کہ "بھٹہ مالکان ہم پر تشدد کرتے اور عورتوں سے بدتمیزی کرتے تھے ہم سے جبری مشقت لیتے تھے اور ہمیں قید رکھتے تھے۔ ہم نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ہمیں اس جہنم سے آزادی ملی۔" عدالت میں مولچند اوڈ کی درخواست پر کارروائی کی گئی۔ (نامہ نگار، ابراہیم خلجی)

نوجوان کو قتل کر دیا گیا

نوشہروفیروز ۔نواحی گاؤں میوو خان سیال میں پسند کی شادی کرنے والے 25 سالہ عبدالجبار ولد اقبال سیال نوجوان کو مسلح نامعلوم افراد نے مبینہ گھر میں گھس کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ نواحی گاؤں میوو خان سیال میں تین روز قبل پسند کی شادی کرنے والے نوجوان کو نامعلوم مسلح افراد نے گھر میں گھس کر فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرار ہو گیا۔ واقع کی اطلاع پر پولیس نے پہنچ کر لاش کو ضروری کارروائی کے لئے اسپتال منتقل کر دیا۔ بعد ازاں لاش ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ لاش گھر پہنچنے پر کہرام مچ گیا۔ ورثاء نے میڈیا کو بتایا کہ متوفی نے تین روز قبل اپنے ماموں کی بیٹی سے پسند کی شادی کی تھی۔

(الطاف حسین قاسمی)

5 افراد کو اغواء کر لیا گیا



بلوچستان ضلع کیچ کی سب تحصیل ہوشاپ سے پنجاب کے رہائشی پانچ افراد اغواء کر لیے گئے۔ سرکاری اطلاع کے مطابق بدھ کی شام ضلع کیچ کی سب تحصیل ہوشاپ کے نواحی گاؤں ڈنڈار میں مسلح افراد نے صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے پانچ افراد کو اس وقت اغواء کر کے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا جب وہ سرکاری ٹیلی کام کمپنی یوفون کے ایک نئے ٹاور کی تنصیب کے لیے وہاں کام کر رہے تھے۔ لیویز ذرائع کے مطابق کیچ واقعہ کی تصدیق کی اور بتایا کہ اغوا کا یہ واقعہ بلوچستان کی شورش سے زیادہ متاثرہ ضلع آواران کے قریب تقریباً 7 کلومیٹر کیچ ضلع کے اندر پیش آیا۔ ان کے مطابق یہ افراد ایک کرولا گاڑی پر اس علاقے میں کام کے لیے گئے تھے۔ مغویوں میں نزیر احمد، محمد طارق، صفدر علی، فاروق اور حسنین شامل ہیں۔ انتظامیہ کے مطابق اسسٹنٹ کمشنر تربت نے ڈپٹی کمشنر کیچ کی ہدایت پر لیویز کی ایک ٹیم مذکورہ علاقے کی جانب روانہ کر دی ہے۔ تاہم ابھی تک مغویوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکی ہے۔

(بشکریہ دی بلوچستان پوائنٹ)

عوامی ایکشن کمیٹی گلگت بلتستان کا چارٹر آف ڈیمانڈ

گلگت 1۔ گلگت بلتستان کی عوام کو حاصل گندم سبسڈی کو 2022 کی قیمت پر منجمد کیا جائے اور فی نفر ماہانہ 9 کلو گندم فراہم کی جائے۔

2۔ گلگت بلتستان فنانس ایکٹ 2023 کو فی الفور کالعدم قرار دیا جائے اور گلگت بلتستان میں عائد تمام ٹیکسز کا خاتمہ کیا جائے۔

3۔ گلگت بلتستان کی حکومتوں کی مصنوعی طور پر پیدا کردہ بجلی بحران کا خاتمہ کر کے بجلی کی پیداوار میں اضافہ کیا جائے۔

4۔ حکومت گلگت بلتستان وفاقی حکومت کے ساتھ این ایف سی طرز کا مالیاتی معاہدہ طے کر کے گلگت بلتستان کا مالیاتی بجٹ حاصل کیا جاتا۔

5۔ گلگت بلتستان ریفارمز کے ذریعے تمام غیر آباد اور بنجر زمینوں کو سو فیصد عوامی ملکیت قرار دیا جائے۔

6۔ گلگت بلتستان اسمبلی کی جگہ آئین ساز اسمبلی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

7۔ دیامر بھاشا ڈیم کی Rights user water اور Profit Hydel Net, میں 80 فیصد رائلٹی دی جائے اور دیامر بھاشا ڈیم سے گلگت بلتستان کیلئے بجلی مفت فراہم کی جائے۔

8۔ غیر مقامی افراد کو دیے گئے تمام مائننگ لیز معاہدوں کو منسوخ کر کے مقامی علاقوں کی عوام کو لیز دیے جائیں۔

9۔ گلگت بلتستان میں سیاحت سے وابسطہ ہوٹلوں اور ٹرانسپورٹ کو انڈسٹری کا درجہ دیا جائے۔

10۔ گلگت بلتستان میں سیاحت کو پروان چڑھانے کیلئے شونٹر کو جلد از جلد تعمیر کیا جائے تا کہ سیاحوں کو بہترین سفری سہولیات میسر ہو سکیں۔

11۔ گلگت بلتستان میں میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز بنائے جائیں۔

12۔ گلگت بلتستان میں خواتین کیلئے خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

13۔ گلگت بلتستان کی قدیم شاہراہوں اور راستوں کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔

14۔ پی ایس ڈی پی کے منصوبوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے گلگت بلتستان کی مقامی ٹھیکیدار برادری کو ہی ٹھیکہ دے کر غربت کا خاتمہ کیا جائے۔

15۔ گندم سپلائی کا ٹھیکہ صوبائی ادارے NATCO کو دے کر ادارے کو خسارے سے نکالا جائے۔ (نامہ نگار)

عورتیں

شادی شدہ خاتون قتل

چنیوٹ کوٹ محمد یار کے علاقہ میں گھریلو ناچاقی پر ملزم فیصل نے اپنی بہن طاہرہ بی بی دختر نزیر کو تیز دھار آلے کے وار کر کے قتل کر دیا۔ اطلاع وقوعہ پر ڈی ایس پی سٹی اور ایس ایچ او تھانہ صدر و دیگر افسران موقع پر پہنچ گئے۔ پولیس نے لاش پوسٹ مارٹم کے لیے ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کر دی۔

(سیف علی خان)

فائرنگ سے ایک شخص زخمی

خیبر 12 جنوری کی صبح عارف جس کا تعلق برقمبر خیل سے ہے باڑہ بازار جا رہا تھا کہ شلوبر کے علاقے میں ایف سی نے مبینہ طور پر فائرنگ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ ایف سی اہلکاروں کا یہ اقدام قتل کی کوشش کے زمرے میں آتا ہے۔ اب نہ ضلع خیبر کی پولیس ایف آئی آر درج کرنے کے لیے آمادہ ہے اور نہ ہسپتال انتظامیہ متاثرین کی مدد کرنے کیلئے تیار ہے۔

(مسعود شاہ)

خواتین کا ووٹ مانگنا شریعت کے خلاف



کوہستان کوہستان (پی پی آئی) کوہستان کے علما کے ایک گروپ نے خواتین امیدواروں کی طرف سے انتخابی مہم چلانے کے خلاف فتویٰ جاری کرتے ہوئے اسے غیر اسلامی قرار دے دیا۔ مدرسے کے سربراہ مفتی گل شہزادہ نے ضلع بالائی کوہستان کے علاقے میں علما کے اجلاس کے بعد اعلان کیا کہ 'خواتین کا گھر گھر جا کر ووٹ مانگنا شریعت کے خلاف ہے'۔ خواتین کی انتخابی مہم کے خلاف فتویٰ 30 مذہبی اسکالرز نے جاری کیا۔ اجلاس کے شرکا نے مفتی گل شہزادہ کے اس فتوے کی تائید کی۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

بیوی کے ساتھ جبری مباشرت کے جرم میں شوہر کو تین سال قید

کراچی انڈیپینڈنٹ کی رپورٹ کے مطابق جاوید نامی شخص کو میریٹل ریپ کے جرم میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 377 کے تحت سزا سنائی گئی، عدالت نے انہیں 3 سال قید کی سزا اور 30 ہزار روپے جرمانہ ادا کرنے کا بھی حکم دیا۔ سیشن کورٹ کا کہنا تھا کہ جرمانہ ادا نہ کرنے پر مزید ایک ماہ قید ہو سکتی ہے۔ بہت سے جنوبی ایشیائی ممالک کی طرح پاکستان جہاں میریٹل ریپ پر کھل کر بات نہیں کی جاتی، وہاں شادی شدہ جوڑے میں جبری جنسی تعلقات کو مجرم قرار دینے کا کوئی واضح قانون موجود نہیں ہے۔ متاثرہ خاتون کے وکیل بہزاد اکبر نے دلیل دیتے ہوئے کہا کہ 2021 میں زنا بالجبر کے قانون میں ترمیم کی گئی تھی، پاکستان پینل کوڈ کے سیکشن 375 کے مطابق کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی رضا کے بغیر جنسی تعلق قائم کرنا ریپ ہے۔ وکیل نے نجی میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'مجھے دوسرے صوبوں کے بارے میں نہیں معلوم لیکن سندھ میں اس قانون میں ترمیم کے بعد زنا بالجبر کے جرم میں کسی شخص کو یہ پہلی سزا ہے۔' متاثرہ خاتون نے عدالت میں گواہی دیتے ہوئے کہا کہ جولائی 2022 میں ان کی شادی کے بعد ان کا شوہر ان کے ساتھ مسلسل 'جبری مباشرت' کرتا رہا۔ خاتون نے عدالت کو بتایا کہ انہوں نے اپنی ساس کو شادی کے دو ماہ بعد اس بارے میں آگاہ کیا تھا لیکن جاوید کی والدہ نے ان کی بات نظر انداز کر دی۔ متاثرہ خاتون نے بالآخر نومبر 2022 میں اپنے شوہر کے خلاف کراچی کے چاکیواڑہ پولیس اسٹیشن میں پولیس شکایت درج کرائی۔ استغاثہ کی جانب سے مقدمے کی سماعت کے دوران پیش کیے گئے شواہد کا جائزہ لینے پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ متاثرہ خاتون نے ثابت کیا ہے کہ ملزم، جو اس کا شوہر ہے، جنسی زیادتی کا مجرم پایا گیا ہے۔ متاثرہ خاتون کے وکیل بہزاد اکبر کا کہنا تھا کہ اس سے قبل پاکستان میں ازدواجی جنسی زیادتی یا زنا بالجبر (میریٹل ریپ) سے متعلق ماضی میں کسی کو سزا نہیں دی گئی۔

(نامہ نگار)

بلوچستان میں دوران زچگی ماؤں کی شرح اموات زیادہ ہے۔ گورنر

کوئٹہ گورنر بلوچستان ملک عبدالولی خان کاکڑ نے کہا کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی ملک کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بلوچستان میں دوران زچگی ماؤں کی شرح اموات سب سے زیادہ ہے۔ اس سلسلے میں صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں انگریز دور کے تاریخی لیڈی ڈفرن ہسپتال کو ہر ممکن وسائل فراہم کیے جائیں گے تاکہ اسکی معیاری کارکردگی کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے منگل کے روز گورنر ہاؤس کوئٹہ میں سابق سینیٹر روشن خورشید بروچہ کی قیادت میں لیڈی ڈفرین ہسپتال کی کمیٹی ممبرز سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ تمام شہریوں کو صحت کی بنیادی سہولیات ان کی دہلیز پر پہنچانا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں دونوں پبلک اور پرائیویٹ ہسپتالوں کی بہت قابل ستائش خدمات ہیں۔ گورنر بلوچستان نے لیڈی ڈفرین ہسپتال کوئٹہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ہیلتھ سیکٹر میں لیڈی ڈفرن ہسپتال بلوچستان کیلئے ایک اثاثہ ہے اور جدید طبی آلات کی فراہمی کو یقینی بنانے سے یہ صوبہ کا ایک مثالی ہسپتال بن سکتا ہے۔ گورنر بلوچستان نے کہا کہ لیڈی ڈفرن ہسپتال شہر کے وسط میں واقع ہے ہم اس کو جدید میڈیکل مشینری فراہم کر کے صوبہ بھر کے نادار اور غریب عورتوں کیلئے مزید فائدہ مند بنا سکتے ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ اس میں تعمیر و توسیع کی مزید گنجائش بھی موجود ہے اور یہاں زیادہ سے زیادہ مریضوں کے علاج و دیکھ بھال کیلئے نئی تعمیرات کی ضرورت بھی ہے۔ گورنر بلوچستان نے وفد کو یقین دلایا کہ لیڈی ڈفرن ہسپتال میں مزید بہتری لانے کیلئے ہمارا ہر ممکن تعاون آپ کے ساتھ رہے گا۔

(نامہ نگار)

صحت

اہلیانِ چمن کی میڈیسن سانس فرنٹیئرز سے اپیل

چمن ضلع چمن میں پرانے سول ہسپتال اور نئے سول ہسپتال میں میڈیسن سانس فرنٹیئرز (ایم ایس ایف) کے زیرنگرانی چلنے والے شعبہ حادثات کے خاتمے کے فیصلے پر چمن کے عوام نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور ایم ایس ایف کے حکام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس فیصلے کو واپس لیں۔ شمشاد رائٹرز فورم (ایس آر ایف) پاکستان کی مرکزی کابینہ نے ایم ایس ایف کے ہیڈ آفس سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ چمن میں واحد ادارہ ایم ایس ایف ہی ہے جس کی بدولت چمن کا شعبہ حادثات فعال تھا اور عوام کو طبی سہولت میسر تھی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایم ایس ایف نے 31 جنوری سے شعبہ حادثات میں اپنی خدمات ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے وجہ سے چمن میں موجود واحد کام کرنے والا ادارہ شعبہ حادثات ختم ہو جائے گا اور چمن کے رہنے والے اور افغانستان سے آنے والے مریضوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے کیونکہ اب افغانستان سے آنے والے مریض اور یہاں چمن کے مریض معمولی مرہم پٹی کیلئے بھی کوئٹہ کا رخ کرنے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ یہاں چمن کے سول ہسپتال میں موجود ڈاکٹر اور دیگر سٹاف کی کارکردگی سب پر عیاں ہے۔ ایک جانب چمن ڈی ایچ کیو ہسپتال میں ادویات کے کم بجٹ کے وجہ سے ادویات کے وقت سے پہلے ختم ہونے کی وجہ سے عوام کو پہلے ہی سے شدید مشکلات در پیش ہیں تو دوسری جانب ایم ایس ایف کے زیرنگرانی چلنے والے شعبہ حادثات کی خدمات رک جانے سے چمن عوام کے مشکلات میں دو چند اضافہ ہوگا۔ ایس آر ایف کے عہدیداروں نے مزید کہا کہ نجی اسپتال بھی پیسے بنانے کی مشین بن چکے ہیں۔ ان کا مقصد مریضوں کی خدمت کرنا نہیں بلکہ ان سے زیادہ سے زیادہ پیسے وصول کر کے اپنے منافع میں اضافہ کرنا ہے۔ ان تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایس آر ایف نے میڈیسن سانس فرنٹیئرز کے متعلقہ حکام سے اپیل کی ہے کہ وہ اسپتال کے شعبہ حادثات کی نگرانی کا کام جاری رکھ کر چمن کے عوام کی خدمات سرانجام دینے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(محمد صدیق مدنی)

نامعلوم افراد کی فائرنگ، پولیو مہم پر مامور ڈاکٹر، پولیس اہلکار زخمی



باجوڑ خیبر پختونخوا کے ضلع باجوڑ میں نامعلوم افراد کی گاڑی پر فائرنگ سے پولیو مہم پر مامور ڈاکٹر اور ایک پولیس اہلکار زخمی ہو گیا۔ 'ڈان نیوز' کے مطابق فائرنگ نامعلوم دہشت گردوں کی جانب سے باجوڑ کی تحصیل لوئی ماموند کے علاقہ بادسیاہ میں کی گئی۔ ریسکیو حکام نے بتایا کہ نامعلوم حملہ آوروں نے ایک گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں دو افراد شدید زخمی ہوئے، انہوں نے مزید بتایا کہ زخمیوں میں پولیو کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اور ایک پولیس اہلکار شامل ہیں۔ ریسکیو حکام نے بتایا کہ زخمیوں کو طبی امداد فراہم کرتے ہوئے فوری طور پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال خار منتقل کر دیا گیا۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

پنجاب میں نمونیا سے مزید 14 بچے جان کی بازی ہار گئے



لاہور ڈان نیوز' کے مطابق محکمہ صحت پنجاب نے بتایا کہ صوبے بھر میں گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران نمونیا کے 979 نئے کیسز رپورٹ ہوئے، لاہور میں ایک روز کے دوران 197 نئے کیسز سامنے آئے جن میں سے 2 بچے جاں بحق ہوئے۔ پنجاب میں رواں سال نمونیا کے 10 ہزار 520 کیسز سامنے آئے، جن سے 208 اموات ہوئیں، صرف لاہور میں رواں سال نمونیا کے ایک ہزار 570 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں سے 47 ہلاکتیں ہوئیں۔ پنجاب میں نمونیا سے ہلاکتوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، حالیہ اعدادوشمار کے مطابق صوبہ بھر میں ایک ہی روز کے دوران نمونیا سے مزید 14 بچے جان کی بازی ہار گئے ہیں لیکن آخر یہ بیماری کیا ہے، اس کی علامات کیا ہیں اور اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ طبی ویب سائٹ ہیلتھ لائن کی رپورٹ کے مطابق دراصل نمونیا پھیپھڑوں کے اندر انفیکشن کو کہا جاتا ہے، نمونیا کے زیادہ تر کیس وائرس کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ نزلہ وزکام کی علامات کے بعد ظاہر ہو سکتا ہے۔ نمونیا ہلکا یا سنگین ہو سکتا ہے، عام طور پر 5 سال یا اس سے کم عمر کے بچوں میں زیادہ عام ہوتا ہے۔ نمونیا اگر کسی صحت مند انسان کو ہو تو وہ اس کا مقابلہ با آسانی کر سکتا ہے مگر بچوں کے لیے اس سے نمٹنا بعض اوقات انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ بچوں کو نمونیا ہونے کی وجوہات میں انہیں دودھ پلانے کی کمی، آلودگی، غذائیت کی کمی، ٹھنڈ میں زیادہ دیر تک رہنا اور کمزور مدافعتی نظام شامل ہے۔ نمونیا کی ہلکی علامات بھی جان لیوا ہو سکتی ہیں، اس بیماری کی یہ علامات ہیں: بلغم اور کھانسی، بخار، بہت زیادہ پسینہ آنا یا سردی لگنا، معمول کی سرگرمیاں کرنے کے دوران سانس پھولنا، سانس لیتے وقت یا کھانسی کے وقت سینے میں درد محسوس ہونا، تھکاوٹ کا احساس، بھوک میں کمی، متلی محسوس ہونا، سر درد ہونا۔ دیگر علامات آپ کی عمر اور صحت کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں: شیرخوار یا نومولود بچوں میں بعض اوقات کوئی علامات ظاہر نہیں ہوتیں لیکن بعض اوقات انہیں متلی ہو سکتی ہے، توانائی کی کمی ہو سکتی ہے یا پینے یا کھانے میں پریشانی ہو سکتی ہے۔ 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو سانس لینے میں دشواری ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹرز ابتدائی طور پر تو سینے کا ایکسرے تجویز کرتے ہیں جس سے پھیپھڑوں کے بارے میں صحیح معلومات ملتی ہیں۔ وائرس کے نتیجے میں ہونے والے نمونیا کے لیے اینٹی وائرس ادویات تجویز کی جاتی ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

بچے

بچے کے ساتھ مبینہ جنسی زیادتی

سانگھڑ 05 جنوری کو کنری شہر کے علاقے ماروی کالونی کے رہائشی محمد شہزاد بھٹی نے پولیس تھانہ کنری پر اپنے 06 سالا معصوم بچے شبیر اللہ سے مبنیہ جنسی زیادتی کا مقدمہ ملزم رومان مارواڑی کے خلاف درج کراتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ اس کے چھ سالہ بیٹے کو ملزم نے اغوا کر کے کھیت میں لے جا کر جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے مقدمے کے اندراج کے بعد بچے کا تعلقہ ہسپتال کنری سے میڈیکل کروایا۔ مذکورہ ملزم کی گرفتاری کیلئے مختلف مقامات پر چھاپے مارے جارہے ہیں۔

(نامہ نگار)

بچے کے اغواء کی کوشش

سانگھڑ شہمیر کالونی سانگھڑ میں 4 جنوری کی رات کو 12 سالہ بچے عرفان یوسفزئی کے مبینہ اغوا کی کوشش کا واقعہ پیش آیا۔ بچے کے والد غلام رسول یوسفزئی نے محلے کے کچھ افراد کے ہمراہ عوامی پریس کلب سانگھڑ کے سامنے احتجاج کرتے بتایا کہ چار ملزمان نے اس کے بارہ سالہ بیٹے عرفان کو دکان سے اغواء کرنے کی کوشش کی جسے اہل محلّہ نے ناکام بنا کر ملزمان کو پکڑ لیا۔ غلام رسول نے مزید بتایا کہ مرکزی ملزم اشرف شیخ جو کہ سی آئی اے پولیس میں تعینات ہے، نے اپنے بھائی جاوید، بھتیجے مزمل اور دوست حسنین خاصخیلی کے ہمراہ اسلحے کے بل بوتے پر دکان میں موجود میرے بیٹے کو اغواء کرنے کی کوشش کی۔ بچے نے مزاحمت اور شور کرنا شروع کر دیا جس پر اہل علاقہ جمع ہو گئے جنہوں نے ملزمان کو پکڑ لیا۔ ملزمان نے فائرنگ شروع کر دی جس سے معجزانہ طور پر ہم بچے گئے مگر محلے میں دہشت پھیل گئی۔ ملزمان کے قبضے سے ایک پسٹل، گولیاں اور موٹر سائیکل برآمد کیا گیا۔ مرکزی ملزم سی آئی اے پولیس اہلکار اشرف شیخ نے فون کر کے اپنے بھائی پولیس اہلکار شرافت شیخ کو بلا لیا۔ شرافت شیخ پولیس کی گاڑی لے کر آیا اور اپنے بھائی اشرف، بیٹے مزمل اور دوست حسنین خاصخیلی کو تھانے کی بجائے گھر لے گیا۔ اسی دوران ملزم جاوید شیخ بھی فرار ہو گیا۔ بعدازاں ہم نے پولیس اسٹیشن جا کر ملزموں کے خلاف مقدمے کے اندراج کا مطالبہ کیا تو پولیس نے انکار کر دیا بلکہ الٹا ہمارے خلاف مقدمہ درج کر دیا۔ بچے کے والد غلام رسول کا مزید کہنا تھا کہ تقریباً تین ماہ قبل پولیس اہلکار اشرف نے میرے بچے کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا مگر اثر رسوخ استعمال کرتے ہوئے مقدمہ درج نہیں ہونے دیا تھا۔

(ابراہیم خلجی سانگھڑ)

بچی کے قاتلوں کی گرفتاری

دیر بالا ضلع دیر زیریں کے علاقہ خزانہ تیمر گرہ میں 4 جنوری کی رات کو چھ سالہ بچی ماریہ کی نعش برآمد ہوئی تھی جسے بعدازاں تیمر گرہ ہسپتال منتقل کیا گیا تھا جہاں ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچی کو قتل سے قبل جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس دلخراش واقعے کی بعد علاقے کے لوگوں میں بے چینی اور تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ملزم کو 24 گھنٹوں کے اندر گرفتار کرنے کی بعد ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر لوئر دیر ضیاء الدین احمد نے میڈیا نمائندگان کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ مورخہ 04-01-2024 کو ایس ایچ او تھانہ منڈا کو اطلاع ملی کہ ایک بچی کی نعش دریائے پنجکوڑہ کے کنارے سے برآمد ہو کر ہسپتال تیمر گرہ لے جائی گئی ہے جہاں ان کے والد عبدالرحمان ولد ناصر خان سکنہ خزانہ نے رپورٹ کی کہ متوفیہ ماریہ عمر 06 سال 3 جنوری کی شام گھر سے نکل کر لاپتہ ہو گئی تھی جس کی نعش دریائے پنجکوڑہ کے کنارے سے ملی ہے۔ اس کی موت پانی میں ڈوبنے سے نہیں ہوئی بلکہ کسی نے قتل کیا ہے۔ شاید اس پر جنسی تشدد بھی کیا گیا ہو۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے واقعے کی تحقیقات شروع کر دیں۔ بعدازاں مشتبہ نیوز علی خان ولد گل رائیپ خان ساکن ضلع بنوں حال خزانہ کو گرفتار کیا۔ ملزم نے دوران تحقیقات انکشاف کیا کہ اس نے بچی کے ساتھ جنسی زیادتی کی اور پھر گلہ دبا کر قتل کیا اور نعش کو دریائے پنجکوڑہ میں پھینک دیا تھا۔ اس موقع پر پولیس نے دوران تفتیش تعاون پر اہل علاقہ کا شکریہ ادا کیا اور تمام والدین سے اپیل ہے کہ وہ اپنے بچوں اور ارد گرد پر نظر رکھیں۔

(سید معاذ

مزدور بچے پر کسٹم اہلکار کا مبینہ تشدد

خیبر 4 جنوری کی رات کو ایک کم عمر مزدور بچے کو طورخم بارڈر پر تعینات محکمہ کسٹم کے اہلکار نے مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنا کر اسے زخمی کر دیا۔ موصول شدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ بچہ افغانستان سے سیگرٹوں کا کاٹن کچھ روپوں کے عوض بذریعہ طورخم بارڈر پاکستان لایا تو بارڈر پر کسٹم اہلکار نے اسے دیکھ لیا۔ اس نے بچے کو پکڑ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا جس سے اس کے ناک پر زخم آئے اور ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ اس حوالے سے کسٹم حکام کا مؤقف ابھی سامنے نہیں آیا۔

(مسعود شاہ)

نوجوان کی لاش برآمد

عمرکوٹ 08 جنوری کو سامارو کے قریب مٹھڑاؤ کینال کی ڈوکی پل کے مین راستے کے قریب پانی کے گڑھے میں علاقے کے باشندوں نے ایک نعش دیکھ کر سامارو پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے جائے نعش پہنچ کر نعش اپنی تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لئے تعلقہ ہسپتال سامارو منتقل کی۔ بعد میں نعش کی شناخت 26 سالہ نوجوان ممتاز ولد محبت نوہڑی کے طور پر ہوئی۔ اطلاع پر لواحقین بھی پہنچ گئے۔ پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثا کے حوالی کی گئی۔ بعدازاں 11-01-2024 کو تحصیل وضلع عمرکوٹ کے علاقے نیو چھور کے رہواسی محبت نوہڑی نے پولیس تھانہ سامارو میں اپنے نوجوان بیٹے ممتاز کے قتل کا تین ملزمان ٹرک ڈرائیور عرفان رند، عبدالرزاق راہموں اور عباس راہموں کے خلاف درج کراتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ اس کا بیٹا ممتاز ٹرک پر کنڈکٹری کرتا تھا۔ جس کو مذکورہ ملزمان نے ملی بھگت کر کے منہ پر کپڑا ڈال کر اس کا سانس بند کر کے قتل کر دیا اور نعش پانی کے گڑھے میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ سامارو پولیس نے تمام ملزمان کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کر کے ان کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔ حاصل کردہ معلومات کے مطابق مقتول نوجوان ایک ٹرک پر بیٹھ کر ڈوکی موری اناج لینے آیا ہوا تھا۔ اناج ٹرک پر لادنے والے مزدوروں کا کہنا تھا کہ نوجوان رات کو رفع حاجت کے لیے کہیں باہر گیا تھا جبکہ صبح پانی کے گڑھے سے اس کی نعش ملی۔ وہ تحصیل وضلع عمرکوٹ کے علاقے نیو چھور کا رہائشی تھا۔

(نامہ نگار)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

مظاہرین کا احتجاج

خیبر 3 مہینے پہلے سیکورٹی فورسز 111 ونگ کرم ملیشیا کے ایک افسر نے نثار احمد نامی شخص کو اٹھایا تھا اور چھ دن ان کو ٹارچر سیل میں رکھ کر ان پر مبینہ تشدد کیا تھا جس کے باعث اس کی موت واقع ہوگئی۔ چمکنی قوم کے مشران اور نوجوانوں نے لاش کو سڑک پر رکھ کر احتجاج کیا ہے۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ ہم لاش کو تب تک نہیں دفنائیں گے جب تک اس جرم میں ملوث افسر اور پورا ونگ یہاں سے نکل نہیں جاتے۔ (مسعود شاہ)

پولیس چوکی پر نامعلوم افراد کا دستی بم حملہ

سبی بلوچستان کے ضلع سبی میں ٹریفک پولیس بوتھ پر نامعلوم افراد نے دستی بم حملہ کیا۔ ڈان نیوز کے مطابق دستی بم حملے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ پولیس نے بتایا کہ موٹر سائیکل سوار پولیس بوتھ پر بم پھینک کر فرار ہوگئے، دستی بم دھماکے سے پھٹ گیا، کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ پولیس کا کہنا تھا کہ بم دھماکے سے پولیس بوتھ کو جزوی نقصان پہنچا، پولیس نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ واضح رہے کہ گزشتہ روز سبی میں جناح روڈ پر پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کی ریلی کے قریب دھماکا ہوا تھا، جس کے نتیجے میں 4 افراد جاں بحق اور کئی زخمی ہوگئے تھے۔ سبی کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر بابر نے عام انتخابات سے محض 9 دن قبل ہونے والے دھماکے میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تصدیق کی تھی۔ دوسری جانب، الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بلوچستان کے ضلع سبی میں تحریک انصاف کی ریلی میں دھماکے کا نوٹس لے لیا تھا۔ نگران وزیر اطلاعات جان اچکزئی نے واقعے کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ دھماکے کی نوعیت معلوم نہیں ہوسکی اور سبی سمیت بلوچستان کے ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کردی گئی ہے۔ (بشکریہ ڈان)

پولیس پر چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرنے کا الزام

خیبر تحصیل جمرود علی مسجد کی پولیس نے ہمارے گھروں پر بلا جواز چھاپہ مار کر نہ صرف ہماری بے عزتی کی ہے بلکہ ہمیں زدکوب بھی کیا ہے جو کہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔"، ان خیالات کا اظہار جمرود پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے گل زمین ابدال خیل اور خالد خان ابدال خیل نے کیا۔ گل زمین نے میڈیا کو تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ گزشتہ روز یہاں کی پولیس نے ان کے گھروں پر بلا جواز چھاپہ مارا اور انہیں بغیر کسی جرم کے زدکوب کیا اور ان کی بے عزتی بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس نے ان کے گھروں سے سونا اور نقد رقم بھی لے گئی ہے اور ان کے بیٹے سے بیس ہزار روپے بھی چھین لئے ہیں۔ پولیس کا یہ فعل ڈکیتی کے زمرے میں آتا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ پولیس نے ان پر منشیات فروشی کے جھوٹے الزامات لگا کر ان کے تین افراد کے خلاف جھوٹی ایف آئی آر بھی کاٹی ہے جو کہ ان کے ساتھ ظلم ہے کیونکہ وہ غریب لوگ ہیں اور پہاڑوں سے پتھر نکال کر اپنے لئے روزی کماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈی پی او خیبر اور دیگر متعلقہ افسران سے اپیل کرتے ہیں کہ انہیں انصاف دیا جائے اور ان کے زیر حراست بے قصور لوگوں کو رہا کیا جائے۔ (منظور آفریدی)

حلقہ این اے 8 کے امیدوار قتل

باجوڑ 31 جنوری کو باجوڑ میں نامعلوم افراد نے قومی اسمبلی حلقہ این اے 8 کے امیدوار ریحان زیب کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ باجوڑ پولیس کا کہنا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف سے تعلق رکھنے والے ریحان زیب پر صدیق آباد پھاٹک بازار میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کی۔ فائرنگ کی وجہ سے ریحان زیب شدید زخمی ہوگئے جن کو ہسپتال لے جایا گیا تاہم وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوگئے۔ ریحان زیب خان سوشل ورکر ہونے کے ساتھ پاکستان تحریک انصاف کے فعال کارکن تھے۔ (نامہ نگار)

اقلیتیں

احمدی قبروں کی بے حرمتی

ڈسکہ 24 جنوری 2024ء کو صبح 10 بجے تھانہ صدر ڈسکہ سے چار پولیس اہلکار موٹر سائیکل پر موسے والا ضلع سیالکوٹ کے قبرستان آئے اور انہوں نے کتبے توڑنے شروع کر دیے۔ جب احمدیوں کو پتا چلا تو انہوں نے جا کر پولیس والوں کو روکا اور ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ "ہمیں اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ انور علی کانجو نے ایسا کرنے کا کہا ہے۔" موسے والا قبرستان محکمہ اوقاف کی طرف سے لاٹ شدہ ہے اور قبرستان میں راستہ ہونے کی وجہ سے چار دیواری نہیں ہے۔ قبرستان میں کل 101 قبریں ہیں جن میں سے 75 پر کتبے موجود تھے جس میں سے 65 کو پولیس نے توڑا۔ بعد ازاں پولیس اہلکار بھروکے قبرستان میں گئے جہاں 25 احمدیوں کی قبریں ہیں۔ جن میں سے 15 پر کتبے موجود ہیں۔ ان میں سے 10 کتبوں کو توڑا اور باقی 5 پر سیاہی پھیر دی۔ (عامر محمود)

جماعت احمدیہ کا امتیازی سلوک کی وجہ سے انتخابات سے اعلان لاتعلقی

چناب نگر (پ ر) جماعت احمدیہ نے مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک روا رکھے جانے پہ عام انتخابات 2024 سے اعلان لاتعلقی کر دیا۔ عقیدے کے اختلاف کی بنا پر صرف احمدیوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ واضح طور پر امتیازی سلوک ہے۔ جماعت احمدیہ پاکستان کے پریس سیکشن نے 8 فروری 2024 کو ہونے والے عام انتخابات سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انتخابات مخلوط طرز پر ہو رہے ہیں اس کے باوجود عقیدے کے اختلاف کی بنا پر مذہبی تفریق کرتے ہوئے صرف احمدیوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ بنائی گئی ہے۔ ووٹرز کی رجسٹریشن اور ووٹر لسٹوں کی تیاری کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس وقت پاکستان میں ایک ووٹر لسٹ ہے، جس میں مسلمان، ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے پاکستانی شامل ہیں جبکہ صرف احمدیوں کے لئے الگ ووٹر لسٹ بنائی گئی ہے جس کے اوپر "قادیانی مرد/خواتین" تحریر ہے۔ محض مذہب کی تفریق کی بنا پر امتیازی سلوک روا رکھتے ہوئے الگ فہرست کا اجراء، احمدی پاکستانی شہریوں کو انتخابات سے الگ رکھنے اور ووٹ کے حق سے محروم رکھنے کی ایک ارادی کوشش ہے۔ یہ تفریق اور امتیاز بنیادی انسانی حقوق، حضرت قائداعظم کے فرمودات اور آئین پاکستان اور مخلوط طرز انتخاب کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان عامر محمود نے کہا ہے کہ درج بالا صورتحال کے پیش نظر جماعت احمدیہ پاکستان کی عام انتخابات میں شمولیت ممکن نہیں اس لئے جماعت احمدیہ پاکستان نے عام انتخابات 2024 سے اعلان لاتعلقی کا فیصلہ کیا ہے اور اگر ان انتخابات میں کوئی فرد بطور احمدی حصہ لیتا ہے تو وہ کسی صورت احمدیوں کا نمائندہ نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی احمدی اسے اپنا نمائندہ تسلیم کریں گے۔

(جماعت احمدیہ، شعبہ پریس)

☆ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:								
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال				مہینہ		تاریخ	

3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)		

6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل

7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	-1			
	-2			
	-3			

10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	-1			
	-2			
	-3			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	

15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆ تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف درج کر کے بھیجیں

Human Rights Commission of Pakistan

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق جہدِ حق کے تمام قارئین کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ رسالہ مفت ہے۔ قارئین کو کسی قسم کی قیمت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1: تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2: ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلٰی کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3: ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4: کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5: کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6: ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7: قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8: ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9: کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10: ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11: (1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12: کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13: (1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14: (1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15: (1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16: (1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17: (1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18: ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19: ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20: (1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21: (ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22: معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23: (1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24: ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25: (1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26: (1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلٰی تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27: (1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں۔

دفعہ - 28: ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29: (1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30: اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر : مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

کمپوز:
جمال احمد
سید رضا شاہ